وارث علوم امام احمد رضا، شیخ الاسلام والمسلمین
حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی
محمد اختر رضا خان
قادری برکاتی ازہری
علیہ الرحمۃ والرضوان
بفیض روحانی
زیر سرپرستی
نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین و شہزادۂ حضور تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند، حضرت علامہ مفتی
محمد عسجد رضا خان
قادری برکاتی
سربراہ اعلیٰ: جامعۃ الرضا
رجب المرجب
۱۴۴۲ھ
پاسبانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، ترجمانِ فکرِ رضا
ماہنامہ
جامعۃ الرضا
بریلی شریف
منجانب
اساتذۂ کرام
مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا

منجانب:
اساتذہ کرام

زیر اہتمام

ای میل- jamiaturraza@gmail.com

ویب سائٹ- www.cisjamiturraza.ac.in

۸۲ سوداگران، بریلی شریف، یوپی-243003

اس ماہنامہ کو جامعۃ الرضا کے آئی ٹی سیل نے کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کر کے شائع کیا

فہرست مشمولات

□□□□

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از: حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

یہی ہے اصل عالم مادہ ایجاد خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

گنہ مغفور، دل روشن، خنک آنکھیں، جگر ٹھنڈا
تعالیٰ اللہ ماہ طیبہ عالم تیری طلعت کا

صف ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہگارو! چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہو گا گردش چشم شفاعت کا

مدد اے جوشش گریہ بہا دے کوہ اور صحرا
نظر آ جائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا

الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخواب بصارت کا

رضاؔئے خستہ جوشِ بحرِ عصیاں سے ہے گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آ جائے گا دامن ان کی رحمت کا

□□□

منقبت درشان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

از: حضور استاذِ زمن علیہ الرحمہ

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یار غار محبوبِ خُدا صدیق اکبر کا

الٰہی رحم فرما خادم صدیق اکبر ہوں
تری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

رسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخل بیعت
بنا فخر سلاسل سلسلہ صدیق اکبر کا

ضیا میں مہر عالمتاب کا یوں نام کب ہوتا
نہ ہوتا نام گر وجہ ضیا صدیق اکبر کا

ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں
سہارا لیں ضعیف و اقویا صدیق اکبر کا

علی ہیں اس کے دشمن اور وہ دشمن علی کا ہے
جو دشمن عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر کا

صفا وہ کچھ ملی خاک سر کوئے پیمبر سے
مصفا آئینہ ہے نقش پا صدیق اکبر کا

لٹا یا راہ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لٹ لٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا

□□□

تمہارے اعمال تمہارے حکمران ہیں!

از: محمد عظیم رضا مرکزی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

بندوں کے حالات وکوائف ان کے اعمال سے وابستہ ہوتے ہیں نیک اعمال بندے کے عادات واطوار کو پاکیزگی اورطبیعت کونشاط وتازگی بخشتے ہیں جبکہ بداعمال اس کے برعکس اثرانداز ہوتے ہیں آج مسلم معاشرے میں لذتوں کے حصول کی خاطر بے دھڑک اور بلاجھجک منہیات کاارتکاب کیاجاتا ہے اورمسلمان خوشیوں کے ان میلوں میں یہ بھی بھول جاتا ہے کہ یہ لذتیں کچھ دیر بعد ختم ہوجائیں گی مگران کے سبب کمائے گئے گناہ اس کے نامہ اعمال میں درج ہوجائیں گے اور پھران گناہوں کے سبب دل جو کہ جسم انسانی کا مرکزی نقطہ ہے اس میں فساد پیدا ہوتا ہے جس کی پاداش میں پورا جسم انسانی فساد کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ارشاد ہوا:

”أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ“

خبردار! جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہوتو پوراجسم صحیح رہتا ہے اگر وہ خراب ہوتو پورا جسم خراب ہوجاتا ہے اورسنو! وہ دل ہے۔ (بخاری شریف)

بندوں کو اسی غفلت سے بیدار کرنے کے لیے عذاب خداوندی نازل ہوتا ہے، قرآن مقدس کے اندر ہمیں ایسی کئی قوموں کا ذکر ملتا ہے جو اپنے گناہوں کے سبب عذاب خداوندی اوراس کے غضب کا شکار ہوئیں ان میں بکثرت قوم عاد، قوم لوط، قوم ثمود اورقوم بنی اسرائیل کا ذکر ہوا ہے جو اپنی بداعمالیوں کے سبب برباد ہوئیں ان پر مختلف طرح کے عذاب نازل ہوئے اورنزول عذاب کی وجہ مسلسل اللہ تعالی کی نافرمانی اور گناہوں کا ارتکاب ہے جو ہمارے لئے باعث عبرت ہے۔ اس لئے کہ ہم پر آنے والی پریشانیاں بھی ہماری ہی بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں جیسا کہ رب کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ

ترجمہ: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرمادیتا ہے۔ (کنزالایمان)

اس کے تحت خزائن العرفان میں ہے:

یہ خطاب مومنین مکلفین سے ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں، مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مومنین کو پہنچتی ہیں اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں۔ (قربان جاؤ اس کی شان رحیمی وکریمی پر) ان تکلیفوں کو اللہ تعالی ان کے گناہوں کا کفارہ کردیتا ہے اور کبھی مومن کی تکلیف اس کے رفع درجات کے لئے ہوتی ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

ترجمہ: چمکی خرابی خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تاکہ انھیں ان کے بعض کوتکوں (برے کاموں) کا مزہ چکھائے کہیں وہ باز آئیں۔ (کنزالایمان)

خزائن العرفان میں ہے:

شرک ومعاصی کے سبب سے قحط اور امساک باراں اور قلت پیداوار اور کھیتیوں کی خرابی اور تجارتوں کے نقصان اور آدمیوں اور جانوروں میں موت اور کثرت آتش زدگی اور

غرق اور ہر شئ میں بے برکتی۔

آج ہمارا مسلم معاشرہ انہیں مصائب وآلام میں مبتلا ہے ہمیں سختی سے اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اور جلد از جلد توبہ واستغفار کر کے طالب رضائے مولیٰ تعالیٰ ہو کر نیکیوں میں مشغول ہونا چاہیے کہ رحمت الٰہی ہماری طرف متوجہ ہو، ساتھ ہی یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ہمارے گناہوں کے خطرناک اثرات میں سے ہی مسلسل مصائب وآلام کا درپیش ہونا ہے۔ ظالم بادشاہوں کا تسلط بھی انہی مصائب میں سے ایک مصیبت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ.

ترجمہ: اور یونہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلط کرتے ہیں بدلہ ان کے کیے کا۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر طبری میں ہے:

وقال ابن عباس: إذا رضى الله عن قوم ولّى أمرهم خيارهم، إذا سخط الله على قوم ولّى أمرهم شرارهم

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب اللہ کسی قوم سے راضی ہوتا ہے تو ان کے معاملات کا والی ان کے اچھوں کو بناتا ہے اور جب کسی قوم پر غضب فرماتا ہے تو ان کے معاملات کو ان کے شریروں کے سپرد کر دیتا ہے۔

اس بات کی مزید وضاحت اس حدیث پاک سے ہوتی ہے:

عن أبي الدرداء قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله تعالى يقول: أنا الله لا إله إلا أنا مالك الملوك و ملك الملوك قلوب الملوك في يدي و ان العباد إذا اطاعوني حولت قلوب ملوكهم عليهم بالرحمة و الرأفة و ان العباد إذا عصوني حولت قلوبهم بالسخطة و النقمة فساموهم سوء العذاب فلا تشغلوا أنفسكم بالدعاء على الملوك ولكن اشغلوا انفسكم بالذكر و التضرع كي اكفيكم.

(مشکوٰۃ المصابیح ص ٣٢٣)

حضرت ابودرداء سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک ہوں اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے قبضہ واختیار میں ہیں جب بندے میری فرمانبرداری کرتے ہیں تو میں بندوں کے لئے ان کے بادشاہوں کے دل رحمت وشفقت کی طرف پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں بندوں کے حق میں ان کے دلوں کو غضبناکی اور سختی کی طرف پھیر دیتا ہوں تو وہ بادشاہ ان کو سخت عذاب دیتے ہیں اس لئے اپنے آپ کو بادشاہوں کے لئے بددعا کرنے میں مشغول نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ذکر اور گریاوزاری میں مشغول رکھو تا کہ میں تمہیں ان کے شر سے محفوظ رکھوں۔

اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ جو قوم ظالم ہوتی ہے اس پر ظالم بادشاہ مسلط کیا جاتا ہے تو جو اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے رہائی چاہیں انہیں چاہئے کہ ظلم ترک کریں۔

عن كعب الأحبار قال: إن لكل زمان ملكا يبعثه الله على نحو قلوب أهله فإذا أراد صلاحهم بعث عليهم مصلحا و إذا أراد هلاكهم بعث عليهم مترفيهم۔ (درمنثور وبیہقی)

حضرت کعب اَحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر زمانے کا ایک بادشاہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اس زمانے والوں کے دلوں کے مطابق بھیجتا ہے تو جب کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہے تو اچھوں کو ان پر مسلط کرتا ہے، برائی چاہتا ہے تو بروں کو مسلط فرما دیتا ہے۔

اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرمایا:

أعمالكم عمالكم كما تكونوا يولى عليكم۔

(مقاصد حسنہ للسخاوی)

تمہارے اعمال تمہارے حکمران ہیں جیسے تم ہو گے ویسے ہی تمہارے حاکم یعنی اگر بندوں کے اعمال اچھے ہوں گے تو ان کے حکمران بھی اچھے ہوں گے اور اگر بندوں کے اعمال خراب ہوں گے تو ان کے حاکم بھی ظالم ہوں گے۔

ان آیات و احادیث کی روشنی میں اگر ہم اپنا موازنہ اور اپنا محاسبہ کریں تو بات بالکل اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ کونسی برائی نہیں ہے جو ہم میں اور ہمارے معاشرے میں نہیں پائی جاتی مسجدیں ہم نے تعمیر تو کر لیں مگر ہماری مسجدیں نمازیوں سے خالی نظر آتی ہیں، حکومت کے بھاری بھرکم ٹیکس تو ادا کیے جاتے ہیں مگر زکوٰۃ کی ادائیگی کو مالی تاوان سمجھا جاتا ہے۔ ناپ تول میں کمی بیشی، کالا بازاری، سود خوری، جھوٹ، مکر و فریب غرض دنیا کی محبت میں پڑ کر ہم منہیات شرعیہ کا بے دریغ ارتکاب کرتے ہیں، دنیا کی اس درجہ محبت اور مال و دولت کی ہوس و حرص نے ہمارے دلوں سے خوف خدا کو دور کر دیا ہے اور ہم موت کو فراموش کر بیٹھے ہیں جب کہ دنیا کی محبت اور موت سے غفلت میں نرا خسارہ ہی خسارہ ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا:

عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يوشك الأمم أن تداعى عليكم كما تداعى الأكلة إلى قصعتها". فقال قائل: ومن قلة نحن يومئذ؟ قال: "بل أنتم يومئذ كثير، ولكنكم غثاء كغثاء السّيل، ولينزعنّ الله من صدور عدوّكم المهابة منكم، وليقذفنّ الله في قلوبكم الوهن". فقال قائل: يارسول الله، وما الوهن؟ قال:

"حبّ الدنيا و كراهية الموت"

(سنن أبی داؤد، اول کتاب الملاحم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قریب ہے کہ دوسری قومیں تم پر ایسے ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں عرض کرنے والے نے عرض کی: کیا اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ اس وقت تمہاری تعداد زیادہ ہوگی مگر تم سیلاب کے جھاگ کی مانند ہو گے اللہ تمہارے دشمن کے سینے سے تمہارا خوف نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں "وھن" ڈال دے گا عرض کرنے والے نے عرض کی: یارسول اللہ! وھن کیا ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

آج مسلمانوں کو اپنی روش حیات کو بدلنا بہت ضروری ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنا محاسبہ بھی از حد ضروری ہے۔ ظالم حکمرانوں کے ظلم و ستم پر ملامت اور سب و شتم میں وقت ضائع کرنے کے بجائے ضروری ہے کہ ہم اپنی بد اعمالیوں پر ندامت و شرمندگی کے آنسو بہائیں اور کثرت سے توبہ و استغفار کریں، زیادہ سے زیادہ اپنے اوقات کو عبادات و طاعات اور اذکار و وظائف میں صرف کریں تا کہ اللہ رب کریم ہمیں ان کے ظلم و زیادتی سے نجات عطا فرمائے، اس کی رحمت کے دروازے تو ہمیشہ کھلے ہیں مگر ہم میں وہ سلیقہ مفقود ہو رہا ہے جس کی وقت سوال رحمت ضرورت ہوتی ہے اس کا وعدہ ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔

اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔ (کنز الایمان)

رحمت خداوندی اعلان کر رہی ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں

□□□

قادیانیوں کے باطل عقائد ونظریات

از: محمد شاہد رضا علیمی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

تمام تعریف خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لئے جس نے ہمیں اپنے آخری نبی کا امتی بنایا اور لاکھوں درود وسلام سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی تمام آل واصحاب پر۔

مسلمان پر جس طرح "لا الٰہ الا اللہ" ماننا اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کو احد، صمد، لاشریک لہ جاننا فرض اول ومناطِ ایمان ہے، یونہی "محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا بھی فرض ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال وباطل جاننا اہم فرض وجز وایقان وایمان ہے۔

"وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" نص قطعی قرآنی ہے، اس کا منکر، نہ صرف منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ صرف شاک بلکہ ضعیف احتمال خفیف سے تو ہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر مخلد فی النیران، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر۔

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کیے گئے ہیں اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم کی صریح آیات واحادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے جس کا منکر قطعاً کافر ہے، کوئی تاویل وتخصیص اس بارے میں قابل قبول نہیں ہے۔

لیکن اس کے باوجود چند جھوٹے مدعیان نبوت نے زمانہ رسالت سے عصر حاضر تک نبوت کا دعویٰ کیا، انہی میں سے مرزا غلام احمد قادیانی بھی تھا جو ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء کو پنجاب کے مقام قادیان ضلع گورداس پور میں پیدا ہوا، اس نے شیطانوں کی سازش کا شکار ہو کر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر کے مقام مصطفٰے کو مجروح کرنے کی ناپاک کوشش کی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا انکار کیا۔ اس نے ایسے باطل نظریات قائم کیے اور عقائد باطلہ و اقوال ملعونہ اپنی کتابوں میں تحریر کیے جن میں ضروریات دین کا صاف صاف انکار اور بوجوہ کثیرہ کفر وارتداد ہے۔

قادیانی کے بعض عقائد باطلہ واقوال خبیثہ:

(۱) مرزا قادیانی اپنے ایک رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں لکھتا ہے: "میں احمد ہوں جو آیت (مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ) میں مراد ہے"۔ (ص، ۶۷۳)

تنبیہ: آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عزوجل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، توریت کی تصدیق کرتا اور رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ازالہ کے قول ملعون مذکور میں صراحۃً ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے۔

(۲) توضیح مرام میں لکھا: "میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے"۔ (طبع ثانی، ص ۹)

(۳) دافع البلاء میں لکھتا ہے: "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔ (مطبوعہ ریاض، ص ۹)

(۴) دافع البلاء کے ص ۱۷، پر لکھ دیا:

"ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ و
اس سے بہتر غلام احمد ہے"

(۵) اشتہار معیار الاخیار میں لکھتا ہے: "میں بعض نبیوں سے افضل ہوں"۔

(۶) ازالہ، ص ۱۶۱، پر حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت لکھا: "یہ وجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطل اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے"۔

(۷) اسی ازالہ کے ص ۶۲۹، پر لکھتا ہے: "ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے"۔

(۸) دافع البلاء کے ص ۱۵، پر لکھا: "خدا ایسے شخص (عیسیٰ) کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا"۔

(۹) حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزہ کا انکار کرتے ہوئے اپنے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم، ص ۶، میں یوں لکھا: "حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا"۔

(۱۰) اسی میں لکھا: "اس زمانے میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی ہو تو آپ کا نہیں اس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے کچھ نہ تھا"۔

(۱۱) دافع البلاء کے ص ۴، پر لکھا: "عیسیٰ کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے"۔

(۱۲) اعجاز احمدی، ص ۱۳، پر لکھتا ہے: "یہود عیسیٰ کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے بھی اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں"۔

(۱۳) اسی کے ص ۲۴، پر لکھا: "آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے"۔

(۱۴) اسی صفحہ پر لکھتا ہے: "ان کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں"۔

تنبیہ: یہ بھی صراحۃً نبوت عیسیٰ کا انکار ہے کیونکہ قادیانی خود اپنی ساختہ کشتی ص ۵ پر کہتا ہے: "ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں"۔

(۱۵) دافع البلاء ٹائٹل پیج ص ۳، پر لکھتا ہے: "حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر خاکسار غلام احمد از قادیان"۔

(۱۶) حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو سخت دشنام دیتے ہوئے ضمیمہ انجام آتھم کے ص ۷، پر لکھتا ہے: "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک ومطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا" (العیاذ باللہ)

خدائے قہار کا حلم کہ رسول اللہ کو یہ ناپاک گالیاں دی جاتی ہیں اور آسمان نہیں پھٹتا۔

شیطانوں، اسلام کے دشمنوں نے جب اس کذاب مدعی نبوت کی صورت میں اسلام پر زبردست حملہ کیا اور مسلمانوں کے دلوں سے روح ایمان یعنی محبت رسول نکالنے کی ناپاک سعی کی تو سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر علمائے کرام ومشائخ عظام نے اس فرقۂ باطلہ کا زبردست ردوابطال کیا اور اُن کے قلعہ قمع کے لئے کمربستہ ہوئے اور تحریک ختم نبوت شروع کی یہاں تک کہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قرارداد پیش کی گئی جسے ارکان اسمبلی نے منظور کر کے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

مگر اس کے باوجود اس کے پیروکار دنیا کے بہت سے ممالک میں موجود ہیں اور ان کی سرپرستی دشمنان اسلام، اسلام کو کمزور کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے مکر وفریب سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

□□□

سیرت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ناتوان و بے استطاعت لوگوں کی رعایت

شکیل احمد رامپوری، جامعۃ الرضا بریلی شریف

بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے اور اس کے سوا کوئی اور دین مقبول نہیں۔ مذہب مہذب کے احکام کی تبلیغ کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیائے کرام ورسل عظام کو بھیجا کہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں اور آخر میں خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تاکہ لوگ نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے کی تصدیق کریں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو اپنائیں۔

یوں تو آپ کی سیرت طیبہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام کے مختلف گوشے ہیں لیکن اس وقت ایک خاص گوشہ "ناتوان و بے استطاعت لوگوں کی رعایت" کے بارے میں گفتگو کرنا مقصود ہے۔ ضعیفوں کمزوروں کی رعایت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۂ توبہ:۹۱)

(ترجمہ): ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ اُن پر جنہیں خرچ کا مقدور نہ ہو جبکہ اللہ و رسول کے خیرخواہ رہیں نیکی والوں پر کوئی راہ نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

آیت کریمہ میں سچے عذر والوں کے متعلق فرمایا کہ اُن پر سے جہاد کی فرضیت ساقط ہے، یہ کون لوگ ہیں؟ ان کے **چند طبقے** بیان فرمائے۔

پہلے ضعیف جیسا کہ بوڑھے، بچے، عورتیں اور وہ شخص بھی انہی میں داخل ہے جو پیدائشی کمزور، ضعیف، نحیف، ناکارہ ہو۔

دوسرا طبقہ ان لوگوں کا بیان فرمایا جس میں اندھے، لنگڑے، اپاہج بھی داخل ہیں۔

اور **تیسرا طبقہ** ان نادار مفلس لوگوں کا ہے جو اپنی ناداری و مفلسی کے سبب سامان جہاد نہ کرسکیں۔ یہ لوگ اگر جہاد کی حاضری سے رہ جائیں اور جہاد میں شرکت نہ کرسکیں اور یہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیرخواہ ہوں اس طور سے کہ یہ اللہ ورسول کی اطاعت کریں اور مجاہدین کے گھر والوں کی خبرگیری کریں تو یہ لوگ اگرچہ جہاد سے رہ جائیں، ان پر کوئی گناہ نہیں اور ان سے مؤاخذہ کی کوئی راہ نہیں۔

تو آیت کریمہ ضعیفوں کے بارے میں (بشرطیکہ وہ اللہ ورسول کے خیرخواہ ہوں) رعایت کی تاکید کررہی ہے۔ اگر واقعی کمزور و مفلس ہے اور وہ احکام شرعیہ پر کاربند رہتا ہے اور اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے، تو اُس کی رعایت کرنا ضروری ہے کہ کمزوروں کی رعایت اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی باعث اجر وثواب ہے یا کوئی بیمار ہے جو مؤمن صالح ہے اور وہ مفلس ونادار ہے تو اگر وہ امداد یا کسی بھی طریقہ کی معاونت کا مستحق ہے تو انسان حسب حیثیت اپنے بیمار بھائی کا خیال رکھے اور داخل حسنات و برکات ہو اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرکے اپنے سچے گھر کو آباد کرے۔

متعدد احادیث کریمہ میں کمزوروں، بیماروں اور مفلسوں کا خیال رکھنے کی تاکیدات آئی ہیں۔ چنانچہ کمزوروں، مفلسوں اور بیماروں کی فضیلت کے تعلق سے

ذیل میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں، ملاحظہ کریں۔

(۱)

صحیح مسلم شریف میں امام مسلم نے ایک حدیث تخریج کی ہے:

عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی الله لابر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ بہت سے غبار آلود بکھرے ہوئے بالوں والے، دروازوں سے دھتکارے جانے والے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کی قسم میں سچا کر دیتا ہے۔

(۲)

من انظر معسرا اظله الله فی ظله یوم لا ظل الا ظله

یعنی جس نے کسی تنگ دست مدیون ومقروض کو مہلت دی تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(ترمذی شریف، ابواب البیوع، باب ماجاء فی انظار معسر)

(۳)

ایما مسلم اطعم مسلما علی جوع اطعمه الله من ثمار الجنة

جس مسلمان بھائی نے کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھلوں سے کھلائے گا۔

(ابوداؤد شریف، کتاب الزکوٰۃ)

(۴)

من احسن الی یتیم او یتیمة کنت انا وهو فی الجنة کهاتین

جو کسی یتیم یا یتیمہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو وہ اور میں جنت میں یوں ہوں گے جیسا کہ یہ دونوں انگلیاں۔

(ترمذی شریف، ج ۲، کتاب البر والصلۃ)

(۵)

عائد المریض یخوض فی الرحمة فاذا جلس عنده غمرته الرحمة

بیمار کی عیادت کرنے والا رحمت الٰہی میں داخل ہوتا ہے تو جب وہ بیمار کی خبر گیری کرتا ہے تو رحمت الٰہی اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ (مسند امام احمد، باب مسند الانصار)

ان احادیث طیبات سے صراحت کے ساتھ یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ھادیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کمزوروں، بیماروں اور مفلسوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تاکید فرمائی ہے اور ساتھ ہی ان آثار مسطورہ منقولہ سے ضعیفوں اور بیماروں، مفلسوں کا خیال رکھنے والوں کی فضیلت وبرتری بھی سمجھ میں آتی ہے اور اُن کا یہ عمل ان کی ترقیٔ درجات وحسنات میں اضافہ کا سبب ہوگا اور بارگاہ ایزدی میں ان کو کمال قرب کی دولت لازوال سے بہرہ ور کرنے کا سبب ہوگا اور عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعہد صحابہ کرام وتابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں یہ چیز دیکھنے کو ملتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قول سے بھی ان مذکورین کے خیال کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور اپنے فعل سے بھی کمزوروں، بیماروں اور مفلسوں کے ساتھ حسن سلوک فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل چل کر میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو مجھے بے ہوش پایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو کیا اور پھر

اس کا پانی میرے اوپر ڈالا تو میں ہوش میں آ گیا تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہر بیماری دور ہو جاتی ہے، اور یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دافع البلاء اور شافی الامراض ہیں، اور یہ کہ بزرگ کسی چھوٹے کی عیادت کے لئے جائیں تو یہ اس کے لئے خیر اور بھلائی کا موجب ہے، اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیماروں کے ساتھ ہمدردی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

آج کا مسلمان جس غلط روش کو اپنا چکا ہے، اس نے انسانیت اور اپنائیت کے شیرازہ کو منتشر کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے مسلمانوں کی زبوں حالی و ناتوانی کا غیروں نے ہی نہیں بلکہ اپنوں نے بھی مضحکہ اُڑانا شروع کر دیا ہے، اللہ ہدایت دے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے تو اپنے رہے، دوسرے لوگوں کی بھی عیادت کی ہے۔ چنانچہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی لڑکا بھی تھا جو بیمار ہو گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے خود تشریف لے گئے۔ چنانچہ آپ اس کے پاس بیٹھ گئے، احوال پوچھے، خیریت دریافت کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے اسلام قبول کر لو، چنانچہ وہ یہودی لڑکا حلقہ بگوش اسلام ہو گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سایۂ رحمت میں آ گیا۔

(بخاری، ج ۲، کتاب المرضیٰ)

بیمار لوگ بھی کمزور ہوتے ہیں اور ان کا خیال عیادت سے عبارت ہے۔ اگر اُن کی عیادت کریں گے تو اس سے محبت و الفت کا اظہار بھی ہوگا۔ مریض کے پاس جائیں تو اس کو تکلیف پر صبر کی تلقین کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اگلے پچھلے قصے، کہانیاں کھول کر بیٹھ جائیں بلکہ اس کے پاس جا کر اُسے صبر کی اور اللہ کو یاد کرنے کی تلقین اور نماز کی تاکید کرنی چاہئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کاملہ پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین یارب العالمین

□□□

آدمی کے وجود میں نفس کے چار گھر ہیں:

(۱) پہلا گھر زبان ہے جس کو وہ لہو ولغو سے آلودہ رکھتا ہے۔

(۲) دوسرا گھر دل ہے جس کو وسوسہ و خطرات کی آماجگاہ بنائے رکھتا ہے۔

(۳) تیسرا گھر ناف ہے جسے وہ شہوت و ہواء سے پُر رکھتا ہے۔

(۴) اور چوتھا گھر اطرافِ دل ہے جس کو وہ حرص، کبر، ہواء، عجب، ریا، حسد، بغض اور کینہ سے گھیرے رکھتا ہے۔

اس لئے یہ چاروں گھر آگ سے دہکتے رہتے ہیں اور اس آگ کو اللہ کے ذکر کے سوا کسی چیز سے نہیں بجھایا جا سکتا۔ لہٰذا

کثرت سے اللہ کا ذکر کرو

رفع یدین، ایک تحقیقی جائزہ

از: غلام مرتضیٰ رضوی بنارسی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

نماز تمام عبادات میں اہم العبادات ہے جو اللہ جل شانہ نے امت مسلمہ پر فرض فرمایا۔ قرآن مجید فرقان حمید میں متعدد مقامات پر اس کی فرضیت وفضائل پر متنبہ کیا گیا اور اس کا طریقہ کار رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اپنے قول وعمل کے ذریعہ سے اپنی امت کے سامنے پیش کیا اور ارشاد فرمایا:

"صلوا کما رأیتمونی اصلی"

یعنی تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھو۔

عہد رسالت ہی سے مسلمان عبادات میں سب سے زیادہ اہتمام نماز کا کرتے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے درمیان موجود زیادہ صاحب علم صحابہ سے دینی مسائل پوچھتے اور عمل کرتے۔ دوسری صدی ہجری میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے جب دینی مسائل مدون فرمائے تو احادیث صحیحہ کی روشنی میں نماز کا مکمل طریقہ تحریر فرما دیا جس میں شرائط نماز، فرائض وواجبات، سنن مؤکدہ، سنن غیر مؤکدہ، مستحبات، مفسدات، مکروہات وغیرہ کی تفصیل مذکور ہے۔ غیر منقسم ہندوستان میں جب غیر مقلد فرقے نے جنم لیا تو انہوں نے اپنی علاحدہ شناخت ظاہر کرنے کے لیے عقائد اہل سنت کی مخالفت کے ساتھ ساتھ بعض فروعی مسائل کو غیر ضروری اہمیت دی۔ رفتہ رفتہ وہ فروعی مسائل وجہ نزاع بنا دیے گئے۔ انہیں مسائل میں ایک مسئلہ رفع یدین کا بھی ہے۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور کثیر فقہاء ومحدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف نماز شروع کرتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں پھر نماز کے دوران کہیں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں یعنی رفع یدین نہ کیا جائے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ نماز کی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے میں کسی کو اختلاف نہیں اس کے علاوہ عام نمازوں میں رکوع وسجود کے وقت رفع یدین کرنا ابتدائے اسلام میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا اس لیے ایسی متعدد احادیث ملیں گی جن میں صحابہ کرام کے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ بعد میں چونکہ رفع یدین منسوخ فرما دیا گیا لہٰذا ایسی صحیح احادیث بھی موجود ہیں جن میں رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے۔ پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نماز میں کن مواقع پر رفع یدین ثابت ہے۔

(۱) عن انس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ رکوع اور سجدوں میں رفع یدین فرماتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ)

(۲) عن ابن عمر ان النبی ﷺ کان یرفع یدیہ عند التکبیر للرکوع و عند التکبیر حین یھوی ساجداً۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ رکوع کے لئے تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے اور سجدوں کے لئے تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، ج ۱)

(۳) عن علی ابن ابی طالب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ المکتوبۃ کبر ورفع یدیہ حتیٰ یکونا حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع فعل مثل ذالک واذا رفع راسہ من الرکوع فعل مثل

ذالک و اذاقام من السجدتین فعل مثل ذالک۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرض نماز کے شروع میں تکبیر کے وقت، رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور دونوں سجدوں سے اٹھتے وقت بھی کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے۔ (ابن ماجہ، باب رفع الیدین اذارکع)

(۴) حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ اٹھائے پھر بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑا اور کپڑے میں داخل کرلیا۔ راوی کہتے ہیں: **فاذاارادان یرکع اخرج یدیہ ثم رفعھما واذاارادان یرفع رأسہ من الرکوع رفع یدیہ ثم سجد و وضع وجھہ بین کفیہ واذارفع راسہ من السجود ایضاً رفع یدیہ حتیٰ فرغ من صلوٰتہ قال محمد فذکرت ذالک للحسن ابن ابی الحسن فقال ھی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلہ من فعلہ و ترکہ من ترکہ۔**

تو جب رکوع کا ارادہ کرتے ہاتھ نکال لیتے اور رفع یدین کرتے، رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرتے، پھر سجدہ کرتے تو اپنا مبارک چہرہ ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کرتے۔ جب اس کا ذکر حضرت حسن بن ابوالحسن سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یہی ہے۔ کرنے والوں نے ایسا کیا اور چھوڑنے والوں نے اسے چھوڑ دیا۔

(ابوداؤد، باب رفع الیدین ملخصاً)

مذکورہ احادیث مبارکہ سے مندرجہ ذیل مواقع پر رفع یدین کا ثبوت ملتا ہے: (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) رکوع میں جاتے وقت (۳) رکوع سے کھڑے ہوکر سجدے میں جاتے وقت (۴) سجدے سے سر اٹھا کر (۵) دوسرے سجدے میں جاتے وقت (۶) دوسرے سجدے سے سر اٹھا کر (۷) تیسری رکعت کے شروع میں۔

تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین پر سب کا اتفاق ہے۔ امام اعظم اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک دیگر مواقع پر رفع یدین منسوخ ہے۔ امام شافعی و امام احمد ابن حنبل رحمہما اللہ کا اس فروعی مسئلہ میں اختلاف ہے۔ ان کے مقلدین پر ان کی تقلید واجب ہے۔

ہمیں غیر مقلدین پر حیرت ہے جو رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد کے رفع یدین پر تو بہت زور دیتے ہیں مگر صحیح احادیث سے ثابت شدہ سجدوں کے رفع یدین پر عمل نہیں کرتے۔ جب پوچھا جائے تو جواب ملتا ہے "یہ رفع یدین اب منسوخ ہوچکے ہیں" ہم کہتے ہیں کہ جب نماز میں چار جگہ رفع یدین منسوخ مانا جاسکتا ہے تو صحیح احادیث کی بنا پر مزید تین جگہ منسوخ کیوں نہیں مانا جاسکتا۔

اب رفع یدین کے منسوخ ہونے سے متعلق رسول کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کا طریقہ روایت کرتے ہیں: **عن محمد ابن عمرو ابن عطاء انہ کان جالسا مع نفر من اصحاب النبی ﷺ فذکرنا۔ الخ**

(ترجمہ:) محمد بن عمرو بن عطاء روایت کرتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کے بعض صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ہم نے رسول خدا کی نماز کا ذکر کیا تو حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں تم میں سب سے زیادہ آقائے کریم علیہ السلام کی نماز کو جانتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ آپ جب تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے، جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور کمر کو برابر کرتے پھر رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو سیدھے کھڑے

ہو جاتے یہاں تک کہ ہر عضو اپنی جگہ آ جاتا۔ پھر آپ علیہ السلام سجدہ کرتے تو ہاتھوں کو زمین پر بچھائے بغیر رکھتے اور ان کو پہلوؤں سے نہ ملاتے اور اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رو رکھتے۔ آپ جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے اور سرین کے بل بیٹھتے۔

(صحیح بخاری، باب سنۃ الجلوس فی التشھد)

اس حدیث میں حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتایا اور اس میں صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کا ذکر کیا۔ اس کے بعد رکوع کی کیفیت بیان کی تو ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے اور کمر سیدھی کرنے کا ذکر کیا مگر رفع یدین کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح رکوع سے سیدھے کھڑے ہو کر سجدے میں جانے کا ذکر کیا لیکن رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ پس صحیح بخاری کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صرف نماز کی ابتدا میں رفع یدین کرنا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ ہے اس کے سوا رکوع وسجود کے رفع یدین منسوخ ہو چکے۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث دیگر کتب میں بھی مروی ہے جن میں رکوع کے رفع یدین کا ذکر ہے لیکن ان کی اسناد و متن مجروح و مضطرب ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی روایت مکمل صحیح ہوتی تو امام بخاری اسے اپنی صحیح میں جگہ دیتے لیکن انہوں نے اس صحیح ترین روایت کو صحیح بخاری میں روایت کیا۔ اسی بنا پر جب حافظ ابن حجر نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث سنن ابی داؤد کے حوالے سے بیان کی تو فرمایا: ''اصلہ فی البخاری'' یعنی اس کی اصل بخاری میں ہے۔ اور بخاری کی حدیث میں رکوع سے قبل اور بعد والا رفع یدین نہیں ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

''عن جابر ابن سمرة قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن یعنی رافعوا ایدینا فی الصلوٰۃ فقال ما بالھم رافعین ایدیھم فی الصلوٰۃ کانھا اذناب الخیل الشُّمُس اسکنوا فی الصلوٰۃ''

(ترجمہ:) ہمارے پاس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے آپ نے فرمایا، کیا حال ہے ان کا جو نماز میں اپنے ہاتھوں کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح اٹھا رہے ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔ (سنن نسائی، باب السلام بالایدی فی الصلوٰۃ)

اس حدیث کو امام ابوداؤد، امام احمد اور امام بیہقی نے بھی بیان کیا ہے۔ حضرت جابر ابن سمرہ کی مذکورہ بالا حدیث قولی ہے جس میں حضور علیہ السلام نے واضح طور پر نماز کے دوران رفع یدین سے منع فرمایا اور رفع یدین کو گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی ہے۔ یہ آقائے کریم علیہ السلام کا انداز تربیت ہے۔ آپ اپنے صحابہ کو جس لفظ کے ساتھ تنبیہ فرمانا چاہیں فرما سکتے ہیں۔

نیز فقہائے صحابہ کرام کا عمل بھی اس پر بین ثبوت ہے کہ رفع یدین عند التکبیر کے علاوہ دیگر مقامات میں وارد شدہ رفع یدین کی احادیث منسوخ ہیں۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہو جن میں عمل صحابہ کی جھلک نظر آئے گی۔

(۱) عن عاصم ابن کلیب عن ابیہ ان علیا کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لا یعود

(ترجمہ:) عاصم ابن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ کہیں نہیں کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ)

(۲) عن مجاھد قال صلیت خلف ابن عمر رضی اللہ عنھما فلم یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوٰۃ

(ترجمہ:) مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز ادا کی، آپ نے دوران نماز صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا۔

(طحاوی، ج ۱، باب التکبیر للرکوع)

(۳) عن ابراھیم عن الاسود قال رایت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لایعود

(ترجمہ:) ابراہیم نخعی اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا پھر اعادہ نہیں کرتے تھے (طحاوی، ج ۱)

(۴) روی عن ابن عباس انہ قال العشرۃ الذین شھد لھم رسول اللہ ﷺ بالجنۃ وما کانوا یرفعون ایدیھم الا فی افتتاح الصلوٰۃ

(ترجمہ:) حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ دسوں جنتی صحابہ کہ جن کے جنتی ہونے کی گواہی رسول پاک ﷺ نے دی وہ نماز شروع کرتے وقت ہی ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

مذکورہ بالا آثار میں عشرہ مبشرہ و دیگر جلیل القدر صحابہ کرام کا عمل اس بات کی تائید کرتا ہے کہ ان کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین عند الرکوع منسوخ ہو چکا تھا آپ ابتدائی دور میں یہ عمل کیا کرتے تھے لیکن بعد میں خود ہی اسے ختم فرما دیا۔ اگر یہ بات تسلیم نہ کی جائے تو پھر ان جلیل القدر صحابہ کرام پر سنت کا خلاف کرنا لازم آئے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

ان احادیث و آثار کے علاوہ عقل بھی اس بات کی مقتضی ہے کہ رکوع میں رفع یدین نہ ہو کیوں کہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ تکبیر تحریمہ میں رفع یدین ہے اور سب اس بات پر بھی متفق ہیں کہ سجدہ اور قعدہ کی تکبیروں میں رفع یدین نہیں۔ رکوع کی تکبیر میں اختلاف ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ رکوع کی تکبیر، تحریمہ کی طرح ہے یا سجدہ اور التحیات کی تکبیروں کی طرح۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رکوع کی تکبیر، تکبیر تحریمہ کی طرح نہیں بلکہ سجدہ اور التحیات کی تکبیروں کی طرح ہے۔ کیوں کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے، جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور رکوع وسجدہ کی تکبیریں زیادہ سے زیادہ سنت کہ ان کے بغیر بھی نماز ہو جائے گی۔ تکبیر تحریمہ نماز میں صرف ایک دفع ہوتی ہے رکوع سجدے کی تکبیریں بار بار ہوتی ہیں۔ تکبیر تحریمہ سے اصل نماز شروع ہوتی ہے، رکوع سجدے کی تکبیروں سے رکن نماز شروع ہوتا ہے نہ کہ اصل نماز۔ تکبیر تحریمہ، نمازی پر دنیاوی کام کھانا پینا وغیرہ حرام کرتی ہے، رکوع سجدہ کی تکبیروں کا یہ حال نہیں، ان سے پہلے ہی یہ حرمت آچکی ہے جب رکوع کی تکبیر، سجدہ کی تکبیر کی طرح ہوئی نہ کہ تکبیر تحریمہ کی طرح تو چاہیے کہ رکوع کی تکبیر کا بھی وہ ہی حال ہو جو سجدہ کی تکبیر کا حال ہے یعنی ہاتھ نہ اٹھانا۔ لہٰذا حق یہ ہے کہ رکوع میں رفع یدین ہرگز نہ کرے۔

بالجملہ رفع یدین بوقت رکوع حضور علیہ السلام کی سنت اور حضرات صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین کے عمل کے خلاف ہے نیز عقل کے بھی خلاف ہے۔ جن روایات میں رفع یدین آیا ہے، وہ تمام منسوخ ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں صراحۃً مذکور ہے۔ علامہ عینی نے شرح بخاری میں حضرت عبد اللہ ابن زبیر سے روایت کی: "**انہ رأیٰ رجلا یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع راسہ من الرکوع فقال لہ لاتفعل فانہ شئ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ**" یعنی حضرت عبد اللہ ابن زبیر نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو کیوں کہ یہ وہ کام ہے جو حضور نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا۔

اس حدیث پاک سے مسئلہ رفع یدین اور بھی بے غبار

ہوگیا پھر بھی اگر کسی کو نہ سمجھ آئے تو یہ اس کی کورچشمی اور کم فہمی ہے۔

کوئی غیر مقلد یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ شوافع بھی تو رفع یدین کرتے ہیں، پھر اُن پر اعتراض کیوں نہیں کیا جاتا؟ اور ہم رفع یدین کریں تو اس پر واویلاہ مچایا جاتا ہے۔ آخر یہ دورُخی پالیسی کیسے اور یہ فرق کیوں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ عالم فقیہ مجتہد کی خطا پر بھی ثواب ملتا ہے مگر جاہل جب دیدہ ودانستہ عالموں سے منہ موڑ کر غلطی کرے تو سزا کا مستحق ہے۔ جج وحاکم کسی ملزم کو سزا دے تو یہ حق ہے، اگرچہ بے جا سزا دے۔ مگر کوئی جاہل عامی قانون ہاتھ میں لے کر خود ہی لوگوں کو سزا دینے لگے تو مجرم اور سزا کا مستحق ہوگا۔

قرآن مقدس میں ہے کہ حضرت داؤد وسلیمان علیہما السلام دونوں نے ایک کھیت کے مقدمہ میں الگ الگ فیصلہ کیا جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ برحق تھا اور اس کی رب تعالیٰ نے تائید فرمائی، چنانچہ فرمایا:

"إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ. فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا" (سورۂ انبیا: ۷۸، ۷۹)

(ترجمہ:) جب وہ دونوں حضرات کھیت کے بارے میں فیصلہ کررہے تھے، جب رات کو اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹ گئیں اور ہم ان کے فیصلے کا مشاہدہ کررہے تھے۔ ہم نے وہ معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا اور دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا۔ (کنزالایمان)

حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ خطائے اجتہادی تھی لیکن اللہ جل شانہ نے ان پر کسی قسم کا عتاب نہ فرمایا۔ اس لئے کہ آپ مجتہد مطلق تھے اور مجتہد کی خطا پر عتاب نہیں۔

لہٰذا اگر غیر مقلدین بھی رفع یدین شافعی بن کر کریں تو انہیں غلط نہیں کہا جائے گا، ان سے شکایت یہ ہے کہ خود بے علم ہوتے ہوئے قانون ہاتھ میں لیتے ہیں اور اپنی ذمہ داری پر یہ حرکتیں کرکے دین میں فتنہ اٹھاتے ہیں۔

□□□

غصہ پر قابو کرنا

حضرت معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غصہ اس وقت پی جائے جبکہ وہ اپنا غصہ نکالنے کی طاقت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے اسے بلائے گا اور اسے اس بات کا اختیار عطا فرمائے گا کہ جس حور کو چاہے اختیار کرلے۔

(ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۷۷۷)

خواتینِ اسلام کی بڑھتی بے راہ روی - اسباب وعلاج

از: افضل مرکزی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ عورتیں ذلت، ظلم اور استحصال کے خوفناک کرب میں مبتلا تھیں، اسلام ہی ان کے حق میں تمام تر اذیتوں سے پروانۂ نجات بن کر آیا اور معاشرہ میں انہیں عزت بخشی، ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کی شکل میں مَردوں کو ان کے حقوق سے آشنا فرما کر ان حقوق کی پاسداری کا حکم دیا اور ان کی فراموشی کی صورت میں شدید وعیدیں سنائیں۔

جہاں اسلام نے صنف نازک کا اتنا خیال رکھا وہیں ان کی حفاظت کے لئے کچھ دائرے بھی متعین فرمائے اور ان دائروں سے تجاوز کو شریعت نے گناہ قرار دیا۔ اسلام نے مردوں کو عورتوں جیسی اور عورتوں کو مردوں جیسی وضع اختیار کرنے سے سخت منع فرمایا۔ نسوانی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اسلام نے انہیں فکر معاش کا مکلف نہ کیا بلکہ مَردوں کو اُن پر حاکم کر کے اُن کی جملہ ضرورتوں کی تکمیل مَردوں کے ذمہ رکھی۔

دشمنانِ اسلام نے اپنی اسلام دشمنی کو نبھانے کا سب سے آسان راستہ نکالتے ہوئے عورتوں کا سہارا لیا، انہیں اسلام کے ان قیود وحصار سے بیزار کرنا چاہا جو اُن کی حفاظت کے ضامن تھے، انہیں مرد کے شانہ بشانہ کھڑے ہونے کا فریب دے کر مردوں کی حاکمیت سے عار دلانے لگے، مردوں کی اکتسابی صلاحیت کو نیچا دِکھا کر انہیں آگے بڑھنے کے سنہرے خواب دِکھائے، کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ جس معاشرے میں بے حیائی عام ہوگئی اس کا زیر ہونا طے ہے۔ پس انہوں نے عورتوں کا استعمال کر کے اسلام کو زیر دِکھانے کی ناپاک سعی جاری رکھی اور صد افسوس کہ ہمارے تغافل نے انہیں کافی حد تک کامیاب ہونے کا موقع دے دیا۔

آج جب ہم معاشرے میں رائج بُرائیوں کا جائزہ لیں تو متعدد معاملات کے علاوہ نسوانی حالات بھی ہماری زبوں حالی کے فسانے کہتے نظر آتے ہیں۔ آج تعلیم اور ملازمت کے نام پر دونوں جنسوں کا اختلاط عام ہے، لباس جو کہ در حقیقت جسم کا پردہ ہے، اب ستر کے اُبھار اور لوگوں کے میلان کا ذریعہ بن چکا ہے، شادی اور دیگر مسرت کی محفلیں نسوانی حسن و جمال کی نمائش کے بغیر ادھوری تصور کی جاتی ہیں، زینت جو شوہروں کی رضا کے لئے ہونا چاہئے، اب غیروں کی نظر پڑے بغیر بے کار مانی جاتی ہیں۔ آزادی کی دھن اور ذہنی آوارگی نے دلوں میں ایسی خباثتیں بھر دیں کہ مذہب کا خیال تک جاتا رہا۔

اس بڑھتی بے راہروی کے اسباب پر غور کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ تعلیم وتربیت سے دوری نے ہمارے معاشرے کی خواتین کو خودرفتگی میں مبتلا کر دیا، انہیں اس بات کا احساس ہی نہیں کہ نزاکت ان کی صنف کا جزو لاینفک ہے اور اس طرح ان کی طلب مردوں کی برابری کے سوا اور کچھ نہیں رہ گئی۔ بات جب تعلیم کی ہوتی ہے تو ایک بات اور سمجھ لینی چاہئے کہ ہمارا معاشرہ عصری علوم کی تکمیل کے لئے دینی علوم سے پہلوتہی کا شکار ہوجاتا ہے۔ یہ بہانہ مَردوں کے حق میں تو غلط ہی سہی مگر کچھ سمجھ میں آتا ہے کہ چلئے انہیں روزگار سے منسلک ہونا ہے، دینی علمبردار بن کر بھلا کیا کما لیں گے؟ لیکن خواتین کے معاملہ میں اگر کوئی ایسا بہانہ کرے تو یہیں اس کی ذہنیت کا انکشاف ہوجاتا ہے، اس

نے پہلے ہی ٹھان لیا کہ میری بیٹی کسی بھی طرح مردوں سے پیچھے نہ رہ جائے، وہ خود مختار بنے، جب چاہے خود کمانے کا ارادہ کر سکے۔ یہی ذہنیت ان بچیوں کے بگاڑ کا سبب بنتی ہے، جب انہوں نے امورِ خانہ داری کو چھوڑ کر صرف عصری علوم میں محنت کر کے اپنے آپ کو سبھی حالات کے لئے تیار کر لیا تو اب وہ خانہ داری کی ذمہ داریوں میں کیونکر اُلجھیں؟ جب خود ہی ان کے اندر اپنا گزارا کرنے لائق اکتسابی صلاحیت موجود ہو تو وہ مردوں کی احسان مند کیسے ہوں؟ اس معاملہ کی تفہیم کے لئے ایک مثال پیش کرتا چلوں:

ایک جدت پسند خاتون شادی کر کے اپنی سسرال آتی ہے، میاں بیوی شروع کے کچھ دن تو بخوشی گزارتے ہیں، لیکن چند ماہ بعد بیوی اپنی فوقیت کا اظہار شروع کر دیتی ہے، بات بات پر شوہر سے جھگڑنا، اسے اپنے پڑھے لکھے ہونے کا احساس دلانا، اپنے شوہر کا اپنی سہیلیوں کے شوہروں سے موازنہ کرنا اور ان جیسی دیگر پریشان کن باتوں میں الجھنے اور شوہر کو الجھانے لگتی ہے، شوہر جب دن بھر کی تھکان کے بعد گھر لوٹتا ہے تو مسکراہٹ کے ساتھ استقبال کرنے کے بجائے اس کے سامنے گھریلو کاموں سے بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔ بالآخر شوہر ایک دن غصے میں آ کر کہہ دیتا ہے کہ جب تمہیں میرا کوئی کام کرنا، میرے لئے ذہنی تسکین بننا اور میرے حق میں تھوڑی سی فہمائش بھی گوارہ نہیں تو بھلا میں کیوں تمہاری ہر ضرورت کی تکمیل کے لئے شب و روز محنت کر کے پیسے کماؤں؟ خاتون کو چونکہ اپنے پڑھے لکھے ہونے کا پورا احساس ہوتا ہے لہٰذا وہ اس لہجے کو اپنی توہین سمجھتے ہوئے طلاق کا مطالبہ کر بیٹھتی ہے۔ طلاق ہو جاتی ہے اور پھر دونوں اپنے اپنے راستے۔

اب اس خاتون کو مردوں سے ایسی نفرت ہو جاتی ہے کہ دوبارہ کسی کے نکاح میں جانے کو غلامی کا نام دینے لگتی ہے، کبھی کسی مرد کی ماتحتی میں آنا گوارہ نہیں کرتی اور نکل پڑتی ہے ملازمت کی تلاش میں۔ جوانی کی رعنائی بہترین ملازمت دِلا دیتی ہے، ساتھ میں کام کرنے والی جدت پسند خواتین اس کے ساتھ ہوئی زیادتی پر "یہ مرد ہوتے ہی ایسے ہیں" جیسے جملوں کے ساتھ اُس سے ہمدردی کا اظہار بھی کرتی ہیں۔ بہت جلد وہ اپنی کارکردگی کے ذریعہ دفتر کی بہترین ملازمہ ثابت ہو جاتی ہے، ترقی کے طور پر وہ دفتر کے مالک (Boss) کی سکریٹری متعین ہو جاتی ہے جہاں اس کا کام ہوتا ہے اپنی ماتحت ملازمات کی کارکردگی پر نظر رکھنا، اپنے حاکم (Boss) کو ساری رپورٹ دینا، اس کے وقتوں کے استعمال میں اس کی مدد کرنا، میٹنگز اور پارٹیز و دیگر مواقع (Events) کی یاددہانی وغیرہ۔ کچھ عرصہ بہت اچھا گزرتا ہے۔ لیکن جب جوانی ڈھلنے لگتی ہے اور اس کی رعنائیوں میں کمی آنے لگتی ہے تو حاکم (Boss) کا رویّہ بھی بدلنے لگتا ہے اور پھر ایک دن اس کی جگہ کوئی نئی خاتون لے لیتی ہے۔ غصے میں آ کر وہ ملازمت سے استعفیٰ دے دیتی ہے۔

کچھ دن اپنی محفوظ کردہ رقم (Savings) سے گزارہ ہو جاتا ہے لیکن پھر حالات کمائی کا تقاضہ کرنے لگتے ہیں۔ اس بار اس سے کافی کم تنخواہ اور زیادہ کام والی ملازمت ملتی ہے۔ کچھ دنوں کام کر کے ہی یہ احساس ہو جاتا ہے کہ حُسن کی نمائش کے بغیر ملازمت کس قدر ذہنی الجھنوں والا کام ہے۔ اب کوئی اس کی ہمدردی کرنے والا نہیں، کوئی اس کے حسن کی تعریف کرنے والا نہیں۔ تنگ آ کر یہ ملازمت بھی چھوڑ دیتی ہے۔

کچھ دنوں گزارا کرنے کے بعد پھر حالات ملازمت کے متقاضی ہو جاتے ہیں۔ اس مرتبہ اس کی ڈگریاں کام نہیں آتیں لہٰذا اپنی سطح (Level) سے نیچے آ کر بمشکل کھانا پکانے اور برتن دھونے کی نوکری ملتی ہے، جسے گزارا کے لئے گوارہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ یہاں اسے ہمدردی تو ملتی ہے لیکن

"آرام کرنے کی عمر میں بیچاری کو کام کرنا پڑ رہا ہے" جیسے الفاظ میں۔ ذرا سوچئے جسے اپنے شوہر کے لئے کھانا بنانا گوارہ نہیں تھا، وہ آج اچھے خاصے لوگوں کا کھانا بنانے پر مجبور ہے۔ایک دن اس کمپنی کے مالک بھی کہہ دیتے ہیں کہ محترمہ آپ رہنے دیں، آپ کی عمر اَب کام کرنے کی نہیں بلکہ آرام کرنے کی ہے۔اب بیچاری جائے تو جائے کہاں؟ کرے تو کرے کیا؟ کوئی اولاد بھی نہیں جو اُس کا خیال رکھے۔بس پرانے رشتہ داروں کا ہی سہارا رہ جاتا ہے جو اُس کے کیے کا طعنہ دینے کو تیار بیٹھے ہیں!

خواتین کا عصری تعلیم حاصل کرنا بھی وقت کی ضرورت ہے، دینی تربیت کے بعد اچھی نیت سے عصری تعلیم ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر ہماری قوم کی بیٹیاں اس نیت سے ڈاکٹر بنیں کہ قوم کی بیٹیاں اپنے طبی مسائل کو لے کر اغیار کے سامنے نہ جائیں بلکہ قوم کی ایک بیٹی کا علاج دوسری بیٹی کرے، تو یقیناً یہ عمدہ اور صالح معاشرہ کی تعمیر میں غیر معمولی تعاون ہوگا۔لیکن یہاں پھر مسئلہ دامنگیر ہو جاتا ہے کہ آخر ہماری قوم کی بیٹیاں بے پردگی کے بغیر عصری علوم حاصل کیسے کریں؟ اس کے لئے مخیرانِ قوم وملت کو سیاست کے بجائے زمینی سطح پر کام کرنا ہوگا۔ ذیل میں راقم الحروف کے چند مفید مشورے ہیں جو "اسباب و علاج" کے مصداق ہوسکتے ہیں:

(۱) خواتینِ اسلام کی دینی تربیت پر توجہ دی جائے، دینی تعلیم کی قدر و اہمیت کو ان کے سامنے اجاگر کر کے اسلامی تعلیم کی طرف رغبت دلائی جائے۔

(۲) ضروری مذہبی تعلیم کے ساتھ امورِ خانہ داری پر بھی خاص توجہ دی جائے۔ گھریلو کام کاج سکھانے کے علاوہ ساس، سسر اور شوہر کے ساتھ برتاؤ، پڑوسیوں کے حقوق، بچوں کی تربیت اور دیگر نسوانی معاملات سے بھی بہرہ ور کرایا جائے۔

(۳) خواتین کے لئے ایسے مخصوص ادارے قائم کیے جائیں جہاں خاتون ڈاکٹر اور خاتون لیکچرر کی نگرانی میں دخترانِ اسلام کو عصری تعلیم فراہم کی جائے۔

(۴) بیٹیوں کو حصول تعلیم کے نام پر آزاد چھوڑنے کے بجائے گاہے بہ گاہے ان کی تعلیمی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے، ان کو تعلیمی اداروں تک پہنچانے اور پھر واپس لانے کے لئے بھائیوں یا دیگر محرم مردوں کو خاص کیا جائے جن کے ذریعہ انہیں حفاظت فراہم ہو سکے۔

(۵) جب بیٹیاں حصول تعلیم سے فارغ ہو جائیں تو خدمتِ خلق کی غرض سے ان کے لئے خاص عورتوں کے شفا خانے کھول دیے جائیں جہاں صرف خواتین اور بچوں کو علاج فراہم کیا جائے۔

(۶) فارغ التحصیل بیٹیوں کو انہی مخصوص اداروں میں معلمہ کی حیثیت سے مقرر کیا جائے تا کہ وہ قوم کی اور بیٹیوں کو تیار کر سکیں۔

راقم کی نظر میں مذکورہ مشورے بہت کام کے ہیں، اگر ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے صاحبانِ خیر میدانِ عمل میں کمر بستہ ہو جائیں تو قوم ضرور ترقی کی راہ پر گامزن ہوگی، ہماری بیٹیاں بھی قوم کے لئے بہت کچھ کر سکیں گی۔

کچھ نہیں ہوگا اندھیروں کو بُرا کہنے سے
اپنے حصے کا دِیا خود ہی جلانا ہوگا

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو ان کا کھویا ہوا وقار واپس مل جائے، ان پر اُٹھنے والی ہر آنچ سرد ہو جائے، بگڑے ہوؤں کو ہدایت نصیب ہو اور ہدایت یافتگان کو پائے ثبات۔ آمین یارب الارض والسمٰوٰت بجاہ المصطفیٰ علیہ افضل الصلوات وعلی آلہ وصحبہ اکرم التسلیمات۔

□□□

حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ: حیات وخدمات

از: عبدالباقی مرکزی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

جماعت اہل سنت میں بے شمار قد آور شخصیات کرۂ ارض پر تشریف لائیں جنھوں نے علم وعرفان کی شمع سے خود کو منور کیا اور خلق خدا کو بھی جہالت کی تاریکیوں سے نجات دلائی۔ ارشاد ربانی "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا" (اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں) سے جہاں علماء کی عظمت کا ظہور ہوتا ہے وہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک "علماء امتی کأنبياء بني اسرائيل" سے علمائے حق کے اعلیٰ مدارج کی توثیق ہوتی ہے۔

چونکہ اب کوئی دوسرا نبی مبعوث ہونے والا نہیں، لہٰذا حقانی علوم کی اشاعت وتبلیغ کا فریضہ امت مسلمہ کے علماء ذوی الاحتشام ادا کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے جو سلسلۂ فیضان قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

حقانی علوم کے انہی درخشندہ ستاروں میں سے ایک حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی قادری علیہ رحمۃ الباری کی ذات گرامی ہے۔

نام ونسب:

آپ کا نام محمد وصی احمد ہے، آپ کے والد مولانا محمد طیب ہیں، ان کے والد مولانا محمد قاسم ہیں، ان کے والد مولانا محمد طاہر سورتی ہیں۔ آپ کے نسب سے ہی اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کا تعلق علمی گھرانے سے ہے۔

ولادت:

آپ کی وِلادت ۱۲۵۱ھ بمطابق ۱۸۳۶ء کو صوبہ گجرات (ہند) کے شہر "سُورت" میں ہوئی۔

(منیۃ المُصلّی، تعریف بالمُحشّی العلاّم ص ۸)

تعلیم وتربیت:

آپ نے بُنیادی تعلیم اپنے والد محترم مولانا محمد طیّب سُورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے حاصل کی۔ ان کے وصال کے بعد حُصُولِ علم دین کیلئے رَختِ سفر باندھا اور ۱۲۷۷ھ میں فتح پوری مسجد (دہلی) آئے، کچھ عرصہ قیام کے بعد مدرسہ حسین بخش میں تحصیل علم کیا، بعدۂ ۱۲۷۹ھ میں مدرسہ فیض عام (کانپور) تشریف لے گئے جہاں مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے اکتساب فیض کیا۔

فراغت:

مولانا وصی احمد (محدث سورتی) نے مدرسہ فیض عام سے ۱۲۸۶ھ میں تمام علوم وفنون میں سند فراغت حاصل کی۔

بیعت وخلافت:

اسی سال یعنی ۱۲۸۶ھ میں گنج مراد آباد کا سفر اختیار کیا جہاں قطب الاقطاب، اویس زمانہ، حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی علیہ رحمۃ الرحمن قیام پذیر تھے، ان کے کمالات وکرامات، توجہ وتاثیر، عشق ومحبت، اتباع سنت، اور رشد وہدایت کے تذکرے اور چرچے ہندوستان کی دینی اور علمی مجلسوں میں عام تھے، کانپور میں حضرت کے مریدو معتقدین کا حلقہ بڑا وسیع تھا، مولانا وصی احمد (محدث سورتی) بھی اس پیر کامل کا ذکر خیر بارہا ان علمی مجالس میں سن چکے تھے، جب ملاقات کی تو زہد وتوکل رشد وہدایت اور انوار الٰہی کے تمام خزانے اس ذات گرامی میں ماتھے کی نگاہوں سے ملاحظہ کیے، چنانچہ مولانا وصی احمد (محدث سورتی) حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر سلسلۂ نقشبندیہ قادریہ میں بیعت

وخلافت سے سرفراز ہوئے اور سلوک کی تعلیم کیلئے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔

(تذکرہ محدث سورتی،ص ۵۲، ۵۳)

درس حدیث سند حدیث:

آپ ۱۲۹۳ھ میں سہارنپور آئے اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے درس حدیث حاصل کر کے تقریباً ۱۲۹۵ھ میں سند حدیث لی، اس کے بعد تادم رخصت درس وتدریس اور تحریر وتصنیف وغیرہ سے خدمت دین ومسلک کرتے رہے۔

(محدث سورتی ایک شبہ کا ازالہ،ص ۱۰)

حضرت محدث سورتی نے تین اساتذہ سے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قرأت سماعت فرمائی اور اسناد حدیث حاصل کیں:

(۱) مولانا لطف اللہ علی گڑھی

(۲) مولانا احمد علی محدث سہارنپوری

(۳) مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی (رحمۃ اللہ علیہم)

آپ کی سند مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی کے ذریعے جن وسائط سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک پہنچتی ہے ان کو ذیل کی سند میں ذکر کیا گیا ہے۔ درج ذیل سند شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی سے امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جمیع وسائط پر مشتمل ہے۔ مکمل سند حدیث یہ ہے:

حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شیخ ابوطاہر مدنی، شیخ ابراہیم کردی، شیخ احمد قشاشی، الشمس محمد بن احمد الرملی، الزین ذکریا الانصاری، حافظ ابن حجر عسقلانی، ابراہیم احمد التنوخی المعروف بالبرہان الشامی، الشیخ احمد بن ابی طالب بحلاج، ابوعبداللہ الحسین بن مبارک، الزبیدی البغدادی، ابوالوقت عبدالاول بن عیسیٰ بن شعیب بن اسحاق السنجری الصوفی الہروی، جمال الاسلام الحسن عبدالرحمن بن محمد الرادادی، ابومحمد عبداللہ محمد بن مطر الغریری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کی سند شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کے ذریعہ شاہ عبدالعزیز تک جاتی ہے جبکہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی کی سند مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری سے شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کو پہونچتی ہے۔ (تذکرہ محدث سورتی،ص ۶۸،۶۹)

اساتذہ کی نظر میں:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اَندر چھپے ہوئے مستقبل کے عظیم محدّث کو اساتذہ نے پہلے ہی پہچان لیا، چُنانچہ آپ کے اُستاذ و شیخ، حضرت فضلِ رحمٰن گنج مُرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادِی آپ پر خُصوصی عِنایت فرماتے اور دوسرے طلبہ سے کہتے: ان کی عزّت کرو یہ ہندوستان میں فرمانِ رسولِ مَقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مُحافظ قرار پائیں گے۔

(تذکرہ محدث سورتی،ص ۵۸)

وقت کا دھارا (بہاؤ) تیزی کے ساتھ بہتا رہا حتّٰی کہ وہ وقت بھی آیا کہ دُنیا آپ کو "محدِّث سُورتی" کے عظیم الشان لقب سے جاننے لگی۔

فنِ حدیث میں آپ کا مقام:

محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کئی علوم وفنون بالخصوص علم حدیث میں دسترس حاصل تھی، کثیر اَحادیث مع اَسناد یاد تھیں۔ آپ نے چالیس سال تک حدیث شریف کا دَرس دیا جس میں نہ صرف طلبہ بلکہ دُور دُور سے علماء بھی حاضر ہوتے تھے۔ علم حدیث کی تَرویج واِشاعت کے لئے آپ نے "مَدرسۃ الحَدیث" کے نام سے ایک مَدرسہ قائم کیا، جس کی بُنیاد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے بَدایوں اور مصطفیٰ آباد (رَامپور، ہند) کے مقتدر علماء کی موجودگی میں رکھی۔ اس مَوقع پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے

فن حدیث پر تین گھنٹے بیان فرمایا۔

(محدثین عظام حیات وخدمات، ص ۶۶۳ / تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۲۵۹)

فتویٰ نویسی:

محدِّث سُورتی ایک عظیم محدِّث ہونے کے ساتھ ساتھ باکمال فقیہ اور مفتی بھی تھے۔ آپ نے ۱۲۸۵ھ میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا اور آخری عمر تک (تقریباً ۴۹ برس) یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔ (تذکرہ محدث سورتی، ص ۸۶)

تصانیف:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علومِ نقلیّہ وعقلیّہ پر کئی تصانیف اور تفسیر وحدیث کی کتب پر متعدد شروحات وحواشی بھی لکھے۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

حاشیہ نسائی، حاشیہ مشکوٰۃ، حاشیہ طحاوی، التَّعلیقُ المُجَلّٰی علٰی مُنیَۃِ المُصلّی، جامع الشواہد وغیرہ۔

(تذکرہ علمائے اہلسنت، ص ۲۶۱)

فروغِ تعلیم میں آپ کی اور بھی بہت سی خدمات ہیں آپ نے فروغِ تعلیم کیلئے علمائے کرام کے ایک وَفد کی قیادت فرمائی، جس نے پورے مُلک کا دَورہ کرکے دِینی درسگاہوں کا نظام قائم کیا۔ (تذکرہ محدث سورتی، ص ۷۰ ملخصاً)

اعتراف خدمات:

خدمتِ دین کیلئے آپ کی مجاہدانہ کوششوں کا اِعتراف کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو "فاضلِ کامل، کوہِ استقامت، کنزِ کرامت، ہمارے دوست اور محبوب" جیسے دِلنشین الفاظ کے علاوہ "الاسد الاسد الاشد الارشد" (ڈٹے رہنے والا شیر، دین میں سختی سے قائم رہنے والا، راست رَو) کے لقب سے یاد کرکے فرمایا:

"یہ تو اس لقب اور اس سے اچھے کے مستحق ہیں"

پھر دعا دیتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ان کو دین کا مددگار رکھے اور اہل بدعت کو خوار کرنے والا رکھے اور اللہ تعالیٰ ان کو اچھی طرح سے حق پر ثابت رکھے۔ (المعتمد المستند، ص ۳۲۵)

تلامذہ:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں میں قُطب مدینہ مولانا سید ضیاء الدین احمد مدنی، صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (مصنّف بہارِ شریعت)، ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاری، محدث اعظم مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا سید سلیمان اشرف بہاری رحمہم اللہ اور دیگر کئی ایسے اکابر علمائے کرام شامل ہیں جن کے عِلم وفضل کی ایک دنیا معترف (اعتراف کرنے والی) ہے۔ (مُنیۃ المصلی ہتعریف بالمحشی العلاّم، ص ۸)

تواضع وانکساری:

اتنے بُلند علمی مَرتبہ کے باوجود آپ عاجزی وانکساری کا پیکر تھے اور خود کو دِین کا طالب علم تصور کرتے۔ چُنانچہ آپ کے پاس ایک تَھیلا تھا، جب کوئی شخص آپ سے تَھیلے کے بارے میں بَتانے کا اِصرار کرتا تو فرماتے: یہ وہ تَھیلا ہے جو میری والدہ نے سِیا (سلا) تھا اور جس میں پہلی مَرتبہ یہ سپارہ لے کر پڑھنے گیا تھا، یہ تَھیلا جہاں میری والدہ کی نِشانی ہے وہیں اس کی موجودگی مجھے یہ احساس دلاتی ہے کہ میں بُنیادی طور پر "طالب عِلم" ہوں، جس دن یہ اِحساس میرے دل سے معدوم ہوگیا، اس دن میرے عِلم اور جَہالت میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ ابراہیم بادشاہ کا بیان ہے: حضرت محدث سورتی جیسا مرنجاں مرنج (رنج وغم میں شامل ہونے والا) اور باوضع انسان میں نے نہیں دیکھا، ہر وقت چہرے پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی سادگی اور انکساری طبیعت میں اس درجہ تھی کہ ایک عام آدمی کا سا گمان ہوتا، کبھی اپنی قابلیت اور خداداد عزت کو وجہ امتیاز تصور نہ کیا، اگر کبھی کوئی شخص غیر ضروری تعظیم وتکریم سے پیش آتا تو اسے اس قدر عاجزانہ رویہ اختیار کرنے سے منع فرماتے اور کہتے کہ اپنے نفس کو مجروح ہونے سے بچایا کرو۔

حضرت محدث سورتی نے جس کسرِ نفسی اور فروتنی سے اپنی زندگی گزاری وہ صرف اہل اللہ کا خاصہ ہے، اغراض ونفسانیت کا دور دور تک نام ونشان نہ تھا، مصیبت سہتے مگر معصیت سے مکمل اجتناب کرتے اور بُرائی کو عام ہونے سے روکنے کی حتی الوسع سعی کرتے۔ چنانچہ آپ کو اکثر مخالفین کے غیظ وغضب کا شکار بھی ہونا پڑا مگر آپ قصداً اصلاح کے پیش نظر صبر وتحمل سے کام لیتے بسا اوقات مخلصین جوابی کارروائی کی اجازت طلب کرتے تو آپ فرماتے ہم نے اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔

محدث سورتی نہایت رقیق القلب اور کریم النفس بزرگ تھے، دوسروں کی تکلیف پر بے اختیار بے چین ہو جاتے اور رفع تکلیف کے لئے تدبیر دعا کرتے، جسمانی طور پر معذور افراد سے خصوصی شفقت اور محبت فرماتے اور خدمت کی نیت سے انہیں اپنا مہمان رہنے کی پیش کش کرتے۔ یہی وہ عادات وصفات تھیں جنہوں نے حضرت محدث سورتی کو نہ صرف اپنے ہم عصر علما میں ممتاز کیا بلکہ عوام الناس میں حد درجہ مقبول بنا دیا تھا۔ (تذکرہ محدث سورتی، ص ۱۸۹، ۱۹۰)

وصال:

۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۲، اپریل ۱۹۱۶ء یوم چہار شنبہ تہجد کے وقت آپ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

(محدث سورتی، ص ۱۹۲)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے سن وصال کا استخراج اس آیت کریمہ سے فرمایا:

"یُطَافُ عَلَیۡہِمۡ بِاٰنِیَۃٍ مِّنۡ فِضَّۃٍ وَّ اَکۡوَابٍ"

۱۳۳۴ھ

(محدث سورتی، ص ۱۹۲)

مزارِ مبارک:

آپ کا مزارِ پُرانوار، یوپی (ہند) کے شہر پیلی بھیت کی بیلوں والی مسجد سے متصل قبرستان میں ہے۔

(محدث سورتی، ص ۱۹۷)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ ہمیں اپنے پیاروں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور اُن سب کے فیوض وبرکات کو ہم پر خوب جاری وساری فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

□□□

کسی مسلمان کو ذلیل کرنا!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی مسلمان کو ایسی جگہ ذلیل کرے گا جہاں اس کی عزت کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ ذلیل کرے گا جہاں اسے اللہ کی مدد کی ضرورت ہو۔

(ابوداؤد، ج ۳، رقم الحدیث: ۱۴۵۴)

سود کی تباہ کاریاں

محمد فیصل رضا صالح رضوی مرکزی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوقات کی تخلیق فرما کر گزر بسر کے لئے انھیں رزق و جملہ وسائل حیات سے سرفراز فرما دیا کہ مستفید ہوتے رہیں اور اپنے خالق و مالک کی تسبیح وتحمید بیان کرتے رہیں۔ان میں ایک ذی عقل مخلوق انسان ہے جس کو خالق کائنات نے ان گنت نعمتوں سے نوازا خیر وشر کی شناخت کے لیے عقل جیسی عظیم دولت عطا فرمائی اس کی بقائے حیات کے لئے آپسی لین دین کا معاملہ وضع فرمایا نیز اس کی رہنمائی اور صلاح وفلاح کے لئے انبیائے کرام، رسولان عظام علیہم الصلاۃ والسلام کو اپنے مقدس و رہنما کلام کے ساتھ مبعوث فرما کر وہ عظیم انعام واکرام بخشا جو کسی دیگر مخلوق کو حاصل نہ ہوا، باوجود ان تمام بخشش وعنایات کے انسان نے ان نوازشات وعطیات کی قدر ومنزلت کو فراموش کر ڈالا اور از خود عرصۂ حیات اپنے اوپر تنگ کر لیا اور ذلت وخواری کے گڑھے میں جا گرا، خالق کائنات نے کسب وصرف، لین دین، کاروبار جیسے ذرائع کو محض انسانوں کے مابین اس لئے رکھا کہ الفت ومودت پھولے پھلے اور زندگیاں آسان ہو جائیں، امیر وغریب ایک دوسرے کے لئے باعثِ تسکین ہو جائیں مگر آج حالات بدلے ہوئے نظر آتے ہیں، لوگ اللہ ورسول کی اتباع بھول کر اَپنے نفس کے پیروکار بن گئے، سہولیات کو صعوبات میں تبدیل کر لیا تو پھر دلوں کا قرار بھی جاتا رہا بے چینیوں میں اضافہ ہونے لگا اور لہلہاتی حیات پر مصائب وآلام کی گھٹائیں چھانے لگیں آج جب ہم اہل زمانہ کا جائزہ لیتے ہیں تو دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ صاحب زر فقر وفاقہ اور افلاس زدہ پر مزید مصیبتیں ڈھانے میں لگا ہوا ہے اور ظلم و استبداد کے ذریعہ خون کے آنسو بہانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔

خلاصہ یہ کہ ہر اعلیٰ ادنی پر ظلم وستم کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے خواہ مالی تاوان کی صورت میں یا کسی دوسرے حیلے بہانے سے، حق تو یہ تھا کہ ہم اپنے افعال وکردار کی درستگی وپاکیزگی کے لئے کاربند ہوتے اپنے اسلاف کے آئین کو سامنے رکھ کر اپنی دنیوی واخروی زندگی کے بکھرے ہوئے گیسو سنوارتے اور اپنی خلقت کا حق نبھاتے ایسے اعمال سے اپنے آپ کو کوسوں دور رکھتے جو سابقہ امتوں کے لئے باعثِ عذاب ٹھہرے اور بہتیری پاکیزہ ستھری چیزوں کے روکے جانے کا سبب بنے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۝ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ (سورہ نساء:۱۶۰،۱۶۱)

ترجمہ: تو یہودیوں کے بڑے ظلم کے سبب ہم نے وہ بعض ستھری چیزیں کہ ان کے لئے حلال تھیں ان پر حرام فرما دیں اور اس لئے کہ انھوں نے بہتوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کیے گئے تھے اور لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔(کنز الایمان)

مندرجہ بالا آیہ شریفہ سے خوب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے جن بڑے مظالم کے سبب انھیں بہت سی طیب وطاہر چیزوں سے محروم رکھا، ان میں ایک بڑا ظلم سود

اور رشوت کا رواج و دیگر حرام طریقوں سے لوگوں کے اموال کو کھانا تھا سود وہ بلاء عظیم ہے کہ جس قوم میں منتشر ہو جائے اسے دنیوی، اخروی ہر لحاظ سے ہلاکتوں کے دلدل میں پھنسا کر تباہ و برباد کر دیتا ہے سود میں سماجی معاشرتی ملی اخلاقی ہر طرح کا نقصان ہی نقصان ہے، خلاق کائنات فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ (سورۂ بقرہ: ۲۷۵)

ترجمہ: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہونگے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اس لیے کہ انھوں نے کہا بیع بھی سود کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سود کو۔ (کنز الایمان)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیع کی حلت اور سود کی حرمت بیان فرمائی اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اللہ حکیم و علیم کے حلال کردہ، حرام کردہ میں بے شمار حکمتیں مضمر ہیں اللہ تعالیٰ کے سود کو حرام فرمانے میں بھی بہت سی حکمتیں ہیں بعض مندرجہ ذیل ہیں۔ سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقرر مالی زیادتی کا بغیر بدل و عوض کے لینا ہے یہ صریح ناانصافی ہے، سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خور کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہونچاتی ہے، سود کے رواج سے باہمی مودت کے سلوک کو نقصان پہونچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہو تو وہ کسی کو قرض حسن سے امداد پہونچانا گوارا نہیں کرتا، سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خور اپنے مدیون کی تباہی و بربادی کا خواہشمند رہتا ہے، سود خور کا دل سود کی نحوست سے ایمانداری، سچائی، وفاداری، اور احسان شناسی جیسے اوصاف حمیدہ سے خالی ہو جاتا ہے اور اس کے اندر بے ایمانی، کذب بیانی، بے وفائی، احسان فراموشی جیسے اوصاف خبیثہ پیدا ہو جاتے ہیں نیز ایسے افراد کو معاشرے میں حقارت کی نگاہوں دیکھا جاتا ہے اس کے علاوہ بھی بڑے بڑے نقصانات ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے کل قیامت کے دن سود خور سیدھا کھڑا نہ ہو سکے گا آسیب زدہ کی طرح گرتا پڑتا پھرے گا اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ سود سے اس کا پیٹ بھاری اور بوجھل ہو جائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گر پڑے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ٥ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ٥

(سورۂ بقرہ: ۱۷۸، ۱۷۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہونچاؤ نہ تمھیں نقصان ہو۔

(کنز الایمان)

"بحرب من اللہ ورسولہ" سے وعید و تہدید میں مبالغہ و تشدید ہے ورنہ کس کی مجال کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا تصور بھی کرے جب یہ آیہ مقدسہ نازل ہوئی تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے جو حضرات سودی لین دین کرتے تھے انھوں نے اپنے سودی مطالبات ترک کر دیے اور عرض گزار ہوئے اللہ و رسول سے لڑائی کی ہمیں کیا تاب اور تائب ہوئے اس بیان سے خوب اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سودی کاروبار کرنے والوں، سود خوروں کو کیسے دردناک

عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ نیز فرماتا ہے اللہ واحد وقہار:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوٓا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ o وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ o

(سورہ آل عمران: ۱۳۰، ۱۳۱)

ترجمہ: اے ایمان والو سود دونا دون نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمھیں فلاح ملے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کر رکھی ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں بھی سود کی ممانعت مع زجر و توبیخ فرمائی گئی اس زیادتی پر جو اس زمانہ کے لوگوں میں معمول تھی کہ جب قرضدار کے قرض ادا کرنے کا وقت آجاتا تھا اور قرضدار کے پاس ادا کی کوئی سبیل نہ ہوتی تھی تو قرض خواہ مال زیادہ کر کے مدت بڑھا دیتا اور ایسا بار بار کرتا جیسا کہ آج ہم میں کے سودخور کرتے ہیں اور اس کو سود در سود کہتے ہیں یہ بھی ناجائز و حرام اور مفضی الی النار ہے ارشادِ محبوب داور ہے:

رأيت الليلة رجلين اتياني فاخرجاني إلى أرض مقدسة فانطلقنا حتى أتينا على نهر من دم فيه رجل قائم وعلى وسط النهر رجل بين يديه حجارة فأقبل الرجل الذي في النهر فاذا اراد الرجل ان يخرج رمى الرجل بحجر في فيه فرده حيث كان فجعل كلما جاء ليخرج رمى في فيه بحجر فيرجع كما كان فقلت من هذا فقال الذي رأيته في النار آكل الربوا

ترجمہ: میں نے رات خواب دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ایک مقدس جگہ لے گئے چنانچہ ہم سب چلے یہاں تک کہ ایک خون کی ندی کے پاس آئے جس میں ایک شخص کھڑا تھا اور نہر کے درمیان میں ایک شخص تھا جس کے سامنے ایک پتھر تھا تو وہ شخص جو نہر میں تھا آتا اور نکلنا چاہتا تو دوسرا شخص ایک پتھر اس کے منہ پر دے مارتا تو وہ شخص جہاں تھا وہیں لوٹ جاتا اسی طرح جب جب وہ شخص نکلنا چاہتا دوسرا شخص پتھر اس کے منہ پر مارتا وہ لوٹ کر وہیں چلا جاتا جہاں تھا آقا کریم فرماتے ہیں میں نے دریافت کیا یہ کیا ماجرا ہے تو فرشتے نے عرض کی جسے آپ نے اس خون کی نہر میں ملاحظہ فرمایا وہ سودخور تھا۔ (بخاری جلد اول کتاب البیوع)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ:

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا و موكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء

ترجمہ: آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا سب برابر ہیں۔ (مسلم، ج ۲ کتاب البیوع)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم درهم ربوا يأكل الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية وقال من نبت لحمه من السحت فالنار أولى به

ترجمہ: ایک درہم سود جسے آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے اور فرمایا جو سودی اکل وشرب سے گوشت پیدا ہوا وہ جہنم کا ہی حقدار ہے۔ (مشکوۃ المصابیح کتاب البیوع باب الربوا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ:

قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الربوا ثلاثة سبعون جزءًا ايسرها ان ينكح الرجل امه

ترجمہ: حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سود

کے تہتر جز ہیں ان میں سے سب سے کمتر کا گناہ آدمی کا اپنی ماں سے زنا کرنے کے مانند ہے (حوالہ سابق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتيت ليلة اسرى بي على قوم بطونهم كالبيوت فيها الحيات ترى من خارج بطونهم فقلت من هولاء يا جبريل قال هولاء أكلة الربوا

ترجمہ: فرمایا نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ شب معراج میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کے مانند تھے جن میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو ان کے پیٹوں سے جھلک رہے تھے آقا فرماتے ہیں میں نے کہا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ تو جبریل امین نے عرض کی یہ سود کھانے والے ہیں۔ (حوالہ سابق)

حدیث نبوی ہے کہ:

إنما يوذن فى هلاك القرن اذا استحلوا اربعا اذا نقصوا الميزان وبخسوا المكيال واظهروا الزنى واكلوا الربوا لانهم إذا أظهروا الزنى اصابهم الوباء واذا نقصوا الميزان وبخسوا المكيال منعوا القطر وإذا أكلوا الربوا جرد عليهم السيف

ترجمہ: اہل زمانہ کی ہلاکت وتباہی کی علامت ہے جب وہ چار چیزوں کو حلال ٹھہرا لیں 1، 2 جب وہ ناپ تول میں کمی بیشی کرنے لگیں 3 کھلم کھلا زنا کرنے لگیں 4 سود کھانے لگیں کیونکہ جب کھلم کھلا زنا کریں تو ان پر وبائیں نازل ہونے لگے گیں اور جب ناپ تول میں کمی بیشی کریں گے تو ان پر بارش روک دی جائے گی اور جب سود کھانے لگیں گے تو ان پر تلواریں سونت لی جائیں گی۔

(تنبیہ الغافلین باب اکل الربوا)

اللہ اکبر اللہ اکبر دنیا و آخرت میں کیسی کیسی ہیبت ناک سزائیں ہیں اور دردناک عذاب ہے سودیوں اور ان کے معاونین کے لئے۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے رزق حلال کھانے، کمانے کی توفیق رفیق عطا فرمائے رزق حرام اور اس کے تمام ذرائع سے کوسوں دور فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

□□□

توبہ کا دروازہ کب بند ہوگا؟

اللہ نے جانب مغرب توبہ کا ایک دروازہ کھول رکھا ہے جس کی چوڑائی ۷۰ سال کی مسافت ہے۔ وہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔

حضور تاج الشریعہ اور دفاع فتاویٰ رضویہ

محمد شاعر رضا قادری رضوی دارجلنگوی، جامعۃ الرضا بریلی شریف

حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ فاضت انوارہم القدسیہ فتاوی رضویہ شریف کے محافظ تھے، جب علماء کرام کے مابین فتاوی رضویہ کے کسی مسئلہ یا عبارت کے معنوی گہر پارے کی تحصیل میں اختلافات رونما ہوتے تو ان کی تشنہ نگاہیں آپ کے علوم وفنون کے کوثر وسلسبیل سے ملتجی ہوتی تھیں پھر آپ اس مسئلہ یا عبارت کی عقدہ کشائی کرتے ہوئے اس کے معنوی عرش تک ان کی رہنمائی فرماتے تھے یوں ہی فتاوی رضویہ پر مخالفین کے اعتراضات، شکوک وشبہات کا ناقابل تردید حل فرماتے تھے، بہر زاویہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے فتاوی رضویہ کے دفاع کی اہم ذمہ داری بحسن وخوبی نبھائی ہے اس کی کچھ جھلک فتاوی تاج الشریعہ سے ملاحظہ ہو:

(۱) کیا امام کے بائیں جانب اقامت کہنا اعلی حضرت کے نزدیک صحیح نہیں؟

سوال: اگر امام کے پیچھے یا بائیں طرف کھڑے ہوکر اقامت پڑھی جائے تو اقامت ہوگی یا نہیں زید کا کہنا ہے کہ دائیں طرف سے اقامت ہوگی، اور بائیں سے اقامت کے بارے میں اعلی حضرت نے فرمایا صحیح نہیں ہے بلکہ دائیں طرف سے صحیح ہے صرف دائیں طرف سے اقامت کہی جائے، اگر مسئلہ صحیح ہے تو کوئی بات نہیں اگر غلط ہے تو جیسا کہ اعلی حضرت نے بتایا ہو تحریر کریں اور یہ کہ جو ایسا مسئلہ بتائے اس کی سزا کیا ہے اور اذان اقامت ہوگی یا نہیں؟

سرکار تاج الشریعہ فاضت انوارہم القدسیہ **جواباً ارشاد** فرماتے ہیں: اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے صرف اس قدر فرمایا کہ ہاں اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ محاذات امام پھر جانب راست مناسب ہے جس کا حاصل اتنا ہے کہ اقامت ٹھیک امام کے پیچھے ہونا چاہیے پھر دائیں جانب اولی ہے زید صرف دائیں پر مصر ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اگر داہنی طرف نہ ہوئی تو اقامت ہی نہ ہوئی جو سراسر افترا ہے۔ غلط مسئلہ بتانا حرام ہے اور لعنت کا کام ہے، حدیث میں ہے:

"من افتی بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السماء والأرض"

بے علم جو فتویٰ دے اسے زمین وآسمان کے فرشتے لعنت کریں۔

توبہ کرے ورنہ اس کی اذان واقامت مکروہ، واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی تاج الشریعہ، ج ۳،ص ۵۷)

(۲) کیا رکوع میں ٹخنے سے ٹخنہ ملانا اعلی حضرت نے سنت بتایا؟

زید رکوع میں ٹخنے سے ٹخنہ ملاتا ہے اور سنت مستحبہ بتلاتا ہے اور حوالہ درمختار اور فتاوی رضویہ سوم کا بتلاتا ہے، عمرو کہتا ہے یہ پرانی سنت ہوگی اس کا ثبوت الملفوظ اعلی حضرت، جس کو سرکار مفتی اعظم ہند نے لکھا اس میں اس کا ثبوت نہیں الخ۔

اس پر سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں: فی الواقع رکوع میں ٹخنے سے ٹخنہ ملانا جائز ہے مگر اس کا سنت ہونا ثابت نہیں اور اس امر کی خود سیدنا اعلی حضرت فاضل بریلوی نے تصریح فرمائی تفصیل کے لیے ہمارا مفصل فتویٰ ملاحظہ ہو یا فتاویٰ رضویہ جلد سوئم میں دوسرا فتویٰ دیکھیں، اور عوام میں اس مسئلہ کی اشاعت ضرور پریشانی عوام کا باعث ہے۔

(فتاوی تاج الشریعہ، ج ۳،ص ۱۹۵)

(۳) خطبہ کی اذان اندرون مسجد ہونا چاہیے کیا یہ اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ہے؟

سوال: ایک امام صاحب خطبہ کی اذان اندرون مسجد ممبر کے سامنے دلواتے ہیں امام کا کہنا بھی ہے کہ میں کوئی بھی کام اعلیٰ حضرت کے فتوی کے خلاف نہیں کرتا ہوں، ان کا کہنا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا فتویٰ یہ بھی ہے کہ خطبہ کی اذان اندرون مسجد میں ہونا چاہیے- کیا کوئی فتویٰ اعلیٰ حضرت کا ایسا ہے یا نہیں؟ ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

سیدنا سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ **جواباً تحریر** فرماتے ہیں: "اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے کہ اذان خطبہ خارج مسجد خطیب کے روبرو دی جائے اور اندرون مسجد اذان دینا مکروہ تحریمی ہے، جس نے یہ کہا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ یہ ہے کہ اندرون مسجد دی جائے، وہ غلط کہتا ہے، وہ امامت کے لائق نہیں اور اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے اور نماز واجب الاعادہ ہے- واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی تاج الشریعہ، ج ۴، ص ۳۶۲)

(۴) اعلیٰ حضرت کا میت کو چت لٹانے کا حکم کس وجہ سے؟

سوال: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ نے فتاوی رضویہ کتاب الجنائز میں مردوں کو قبر میں لٹانے کا مشروع معمول بہا طریقہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ چت لٹا کر رخ قبلہ شریف کی جانب کر دیا جائے لیکن اس مسئلہ پر وہابیوں کا اعتراض ہے وہ اسے خلاف سنت قرار دیتے ہیں لہٰذا میں وہ ماٰخذ معلوم کرنا چاہتا ہوں جس کی روشنی میں حضور اعلیٰ حضرت نے طریقہ مذکورہ کو جائز رکھا ہے بلکہ مسنون بتایا ہے۔

اس پر سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا **جواب** ملاحظہ فرمائیں: داہنی کروٹ پر لٹانا مستحب ہے کما فی الدر المختار:

"ونصه وينبغي كونه على شقه الايمن"

اور چت لٹانا بھی جائز ہے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے چت لٹانے کا حکم اس صورت میں دیا ہے جب کہ داہنی کروٹ پر لٹانے میں دقت ہو ان کے (فتاوی رضویہ شریف کے) الفاظ یہ ہیں: "اور جہاں اس میں دقت ہو تو چت لٹا کر منھ قبلہ کو کر دیں اب اکثر یہی معمول ہے" واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی تاج الشریعہ، ج ۴، ص ۴۳۲)

(۵) اعلیٰ حضرت کا دیوبندیوں کے جھوٹے خدا کو مخنث ہونا، تھرکنا وغیرہ لکھنے پر اعتراض

سوال: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے دیوبندی لوگ ایسے کو خدا مانتے ہیں (مخنث ہونا تھرکنا وغیرہ وغیرہ) کیا یہ دیوبندی کا عقیدہ ہے اگر ہے تو فاضل بریلوی نے دیوبندی کی کونسی کتابوں سے یہ بات اخذ کی ہے؟

سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ **جواباً تحریر** فرماتے ہیں: ہاں دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ خدائے قدوس جملہ قبائح پر قادر ہے- جہد المقل میں مولوی محمود الحسن دیوبندی رقم طراز ہیں: سب جانتے ہیں کہ ذات تعالیٰ شانہ سے افعال قبیحہ کے صدور کی نوبت نہیں آسکتی لیکن افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہیں کیوں کہ خرابی ہے تو ان کے صدور میں ہے، نفس مقدوریہ میں اصلا کوئی خرابی لازم نہیں آتی - اگر ہوتا ہے تو کمال قدرت ثابت ہوتا ہے۔ دیوبندیوں کی اور عبارات بھی ہیں جن سے یہ صاف لازم آتا ہے جو اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے اور سائل اگر فتاوی رضویہ جلد اول میں رسالہ العقائد والکلام دیکھ لیتا تو مفصل طور پر وجہ بھی معلوم ہو جاتی اور اسے انشراح صدر بھی ہو جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی تاج الشریعہ، ج ۲، ص ۶۰۹، ۶۱۰)

راقم السطور بندہ پر قصور غفرلہ الغفور عرض کرتا ہے کہ

وہابیوں دیوبندیوں کا خدا کیسا ہوتا ہے اسے فتاوی رضویہ شریف سے ملاحظہ فرمائیں، سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں:

"وہابیوں کے جُھوٹے خدا وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت، ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے جس کا سچا ہونا کچھ ضرور نہیں جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے کہ جس کی بات پر اعتبار نہیں، نہ اُس کی کتاب قابلِ استناد نہ اُس کا دین لائق اعتماد، ایسے کو جس میں ہر عیب ونقص کی گنجائش ہے جو اپنی مشیخت بنی رکھنے کو قصداً عیبی بننے سے بچتا ہے، چاہے تو ہر گندگی میں آلودہ ہو جائے، ایسے کو جس کا علم حاصل کئے حاصل ہوتا ہے اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے، ایسے کو جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگنا، غافل رہنا، ظالم ہونا حتی کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بیحیائی کا مرتکب ہونا حتّٰی کہ مخنّث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت کوئی فضیحت اُس کی شان کے خلاف نہیں، وُہ کھانے کا مُنہ اور بھرنے کا پیٹ اور مردی و زنی کی دونوں علامتیں بالفعل رکھتا ہے صمد نہیں جوف دار کھگل ہے، سبوح قدوس نہیں، خنثیٰ مشکل ہے یا کم از کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے ڈبو بھی سکتا ہے زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی بھی کرسکتا ہے اُس کے ماں باپ جورو بیٹا سب ممکن ہیں بلکہ ماں باپ ہی سے پیدا ہوا ہے ربڑ کی طرح پھیلتا سمٹتا ہے برمھا کی طرح چومکھا ہے، ایسے کو جس کا کلام فنا ہوسکتا ہے جو بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ سے بچتا ہے کہ کہیں وُہ مجھے جُھوٹا نہ سمجھ لیں، بندوں سے پُرا چھپا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا ہے، ایسے کو جس کی خبر کچھ ہے اور علم کچھ، خبر سچی ہے تو علم جھوٹا، علم سچا ہے تو خبر جُھوٹی۔ ایسے کو جو سزا دینے پر مجبور ہے نہ دے تو بے غیرت ہے، معاف کرنا چاہے تو حیلے ڈھونڈھتا ہے، خلق کی آڑ لیتا ہے، ایسے کو جس کی خدائی کی اتنی حقیقت کہ جو شخص ایک پیڑ کے پتےّ گِن دے اُس کا شریک ہو جائے، جس نے اپنا سب سے بڑھ کر مقرب ایسوں کو بنایا جو اس کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو چُوڑھوں چماروں سے لائق تمثیل ہیں، اور وہابیہ کا خدا اسمٰعیل دہلوی کو یہی ایمان سُجھائے کہ رسول غیب کیا جانے اور وہ بھی اس تصریح کے ساتھ کہ اللہ کے دئے سے مانے جب بھی شرک ہے۔ اب کہئے اگر رسول کو غیب کی خبر مانے تو وہابی خدا کے حکم سے مشرک، نہ مانے تو قرآن عظیم کے حکم سے کافر، پھر مفر کدھر، یہی مانتے بنے گی کہ یہ مسلمانوں کے خدا کے احکام ہیں جس نے قرآن کریم محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتارا اور وہ وہابیہ کے خدا کے جس نے تقویۃ الایمان اسمٰعیل دہلوی اتاری، ہاں وہابیہ کا خدا وُہ ہے جس کے سب سے اعلیٰ رسول کی شان اتنی ہے جیسے قوم کا چودھری یا گاؤں کا پدھان جس نے حکم دیا ہے کہ رسولوں کو ہرگز نہ ماننا رسولوں کا ماننا نرا خبط ہے وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ۔ یہ ہے وہابیوں کا خدا، کیا خدا ایسا ہوتا ہے لا الٰہ الاّ اللہ کیا وُہ خدا کو جانتے ہیں، حاش للہ۔ سبحٰن رب العرش عمّا یصفون۔ دیوبندیوں کے جُھوٹے خدا دیوبندی ایسے کو خدا کہتے ہیں جو وہابیہ کا خدا ہے جس کا بیان ابھی گزر چکا ہے اور اتنے وصف اور رکھتا ہے کہ علمِ ذاتی میں اس کی توحید یقینی، دوسرے کو اپنی ذات سے بے عطائے خدا عالم بالذات کہنا قطعاً کفر نہیں، ہاں وہ جو بالفعل جُھوٹا ہے جس کے لئے وقوعِ کذب کے معنیٰ درست ہو گئے جو اسے جھٹلائے مسلمان سنی صالح ہے اسے کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہئے، دیوبندی خدا

چوری بھی کرسکتا ہے وہ تمام جہان کا تنہا مالک نہیں اُس کے سوااور بھی مالک مستقل ہیں جن کی ملک میں وہ چیزیں ہیں جو دیو بندی خدا کی ملک میں نہیں اُن پر للچائے تو چاہے ٹھگوں لٹیروں کی طرح جبراً غصب کر بیٹھے کیونکہ وہ ظالم بھی ہوسکتا ہے اُچکّوں چوروں کی طرح مالکوں کی آنکھ بچا کر لے بھاگے کیونکہ وہ چوری کرسکتا ہے، ہاں وُہ جس کی توحید باطل ہے کہ ایک وہی خدا ہوتا تو دوسرا مالک مستقل نہ ہوسکتا اور دوسرا مالک مستقل نہ ہوتا تو دیو بندی خدا چوری کیسے کرسکتا کہ اپنی ملک لینے کو چوری نہیں کہہ سکتے اور اگر وہ چوری نہ کرسکتا تو دیو بندی بلکہ عام وہابی دھرم میں "علٰی کل شیءٍ قدیر" نہ رہتا انسان اُس سے قدرت میں بڑھ جاتا کہ آدمی تو چوری کرسکتا ہے اور وہ کرنہ سکا اور یہ محال ہے۔ لاجرم ضرور ہے کہ دیو بندی خدا چوری کرسکے تو ضرور ہے کہ اس کے سوااور بھی مالک مستقل ہوں تو لازم ہے کہ دیو بندی خدا کم ازکم مجوسی خداؤں کی طرح دو ۲ ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً لازم کہ کروڑوں ہوں کہ آدمی کروڑوں اشخاص کی چوری کرسکتا ہے دیو بندی خدا نہ کرسکے تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے، لاجرم ضرور ہے کہ کروڑوں خدا ہوں جن کی چوری دیو بندی خدا کرسکے، رہا یہ کہ وہ سب کے سب اسی کی طرح چوٹے بدمعاش ہیں یا صرف یہ، اس کا فیصلہ تھانوی صاحب کے سر ہے۔ ہاں دیو بندی خداوُہ ہے کہ علم میں شیطان اس کا شریک ہے سب سے بدتر مخلوق شیطان کا علم اُس کے سب سے اعلٰی رسول کے علم سے وسیع تر ہے اور ہونا ہی چاہئے کہ رسول اس کے برابر کیسے ہوسکے جو خدا کا شریک ہے، اُس نے جیسا علم اپنے حبیب کو دیا اور اُسے اپنا بڑا افضل کہا اور اس پر اعلٰی درجہ کا احسان جتایا اُس کی حقیقت اتنی کہ ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے، ہاں دیو بندی خداوُہ ہے جسے قادرِ مطلق کہنا اسی دلیل سے باطل ہے کہ جمیع اشیاء پر قدرت تو عقلاً و نقلاً باطل ورنہ خود وہ بھی مقدور ہو تو ممکن ہو تو خدا نہ رہے اور اگر بعض مراد تو اس میں اُس کی کیا تخصیص، ایسی قدرت تو ہر پاگل چوپائے کو ہے۔ دیو بندی خداوہ ہے جس نے ایسے کو اپنا سب سے اعلٰی رسول چُنا جو اُس کا کلام سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتا خیالات عوام کے لائق اُس کی سمجھ تھی جس کی خطا اہل فہم پر روشن تھی، پھر یہ دیو بندی خُدا اُسے اس فاحش غلطی پر بھی نہ روکتا یا شاید خود بھی اپنا کلام نہ سمجھتا کیونکہ وہ جاہل بھی ہوسکتا ہے، دیو بندی خداوُہ ہے کہ جس دلیل سے اس کے خاتم النبین کے سوا چھ خاتم النبین اور مانتا خاتم کی شان بڑھانا ہے یوہیں اُسے تنہا خدا کہنا اُس کی شان گھٹانا ہے اُس کی بڑی بڑائی یہ ہے کہ بہت سے خداؤں کا خدا ہے کیا خدا ایسا ہوتا ہے، حاش للہ، سبحٰن رب العرش عما یصفون"

(فتاوی رضویہ شریف)

□□□

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جنت میں کسی آدمی کا درجہ بلند کردیا جاتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے یہ کیسے ہوا؟ اسے بتایا جاتا ہے: تیرے بیٹے کے تیرے لئے استغفار کرنے کی وجہ سے۔"

(ابن ماجہ: رقم الحدیث ۳۶۶۰)

"نقاء السلافۃ فی احکام البیعۃ والخلافۃ": ایک مطالعہ

از: محمد شکیل بریلوی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

ہر رہرو منزل کے لئے نشان منزل کے ساتھ ساتھ ہادی ورہنما کا ہونا بھی ضروری ہے، جس طرح بنا نشان منزل کے منزل کی معرفت ممکن نہیں اسی طرح بنا رہنما کے منزل تک رسائی ممکن نہیں، منزل چاہے دینی ہو یا دنیوی پھر دینی میں بھی چاہے شریعت کی ہو یا طریقت کی، ہر ایک سالک کے لئے اسی منزل کے ہادی ورہنما کی رہنمائی ضروری ہے جس منزل کا قاصد ہے، راہ شریعت میں سلسلہ ہداۃ یوں ہے کہ عوام کے لئے اہل علم اور اہل علم کے تصانیف علمائے ماہرین اور اُن کے لئے مشائخ فتویٰ اور اُن کے لئے ائمہ ہدیٰ اور اُن کے لئے قرآن وحدیث ہادی ہیں اور راہ طریقت و سلوک کے ہداۃ یہ مرشدان کاملین ہیں کہ جن کی شمع ہدایت سے ہی اس منزل تک رسائی ممکن ہوتی ہے اور راہ طریقت میں عوام تو عوام عالم وزاہد کے لئے بھی ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ اس پر واجب ہے کہ کسی ولی عارف کو اپنا مرشد بنائے کہ اس کے بنا چارہ نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

وصل مولا چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس دور پرفتن میں مرشد کامل کی رہنمائی حاصل کرنا بھی ایک اہم امر ہے آج تو حالات یہ ہیں کہ ارشاد میں دعوی کمال ہے مگر حال یہ ہے ؎

ہے ریاکاروں کا شہرا اور ریاکاری کی دھوم
بوریائے فقر بھی اب بے ریا ملتا نہیں

ایسے خود ساختہ مرشدان طریقت کے لئے رشد ہی دشوار ہے چہ جائے کہ ارشاد۔ اس لئے طالبان رشد وہدایت کو چاہئے کہ جامع شرائط مشائخ طریقت کو ہی اپنا مرشد بنائیں تاکہ دنیا وآخرت ہر مقام پر وہ دست گیری کرتے نظر آئیں۔ دارین میں بیعت وارشاد کی ضرورت اور نفع نیز حرز جاں بننے والے مرشد طریقت کے لئے شرائط کے بیان میں علما نے بہت ساری کتب تحریر فرمائی ہیں۔

رب کائنات کا بے پناہ کرم واحسان ہے ہم اہل سنت و جماعت پر کہ اس نے ہمارے ایمان وعقیدے کی حفاظت کے لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت جیسا عظیم ہادی ورہنما عطا فرمایا جس نے راہ طریقت وشریعت ہر ایک میں ہماری دستگیری کی ہے اور تمام تر ظاہری وباطنی شرعی وسلوکی ہر طرح کی مشکلات کو ہمارے لئے آسان فرمایا ہے اور یہی نہیں اپنے زمانے کے عوام اہل سنت کو جہاں اپنے وعظ ونصائح کے ذریعے راہ حق دکھائی وہیں آنے والی نسلوں کے لئے تحریری سرمایہ جمع کر کے رہنمائی کا سامان مہیا کیا ہے۔

مطالعے کی میز پر موجود رسالہ "نقاء السلافۃ فی احکام البیعۃ والخلافۃ" اسی علمی سرمایہ کا ایک حصہ ہے۔ امام اہل سنت کے سلسلہ رسائل میں یہ رسالہ ۱۳۱۹ھ میں معرض تحریر میں آیا اور آپ کے مجموعہ فتاوی، فقہی انسائکلو پیڈیا "فتاویٰ رضویہ" مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر رام پور روڈ بریلی شریف کی ۱۷، ویں جلد میں ص ۱۰۱، سے ۱۲۰، تک درج ہے۔ امام اہل سنت نے اس رسالہ کو ملک کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے کل آٹھ سوالات کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ اپنی اس تحریر میں امام اہل سنت نے عرفاء کی تحریروں کے حوالے سے بیعت وخلافت کی ضرورت ومنفعت مرشد طریقت کے لئے اہلیت وشرائط، ایک مرشد طریقت کے

ہاتھ پر بیعت ہونے کے باوجود دوسرے کی طرف توجہ کی ممانعت نیز بیعت وخلافت کے تعلق سے عرفاء کی طرف منسوب اقوال کی حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

سلوک ومعرفت میں مرشد کامل کی ضرورت کے حوالے سے امام عبدالوہاب شعرانی کی مایہ ناز تحریر "میزان الشریعۃ الکبریٰ" سے ہداۃ شریعت کی حاجت وترتیب کا اقتباس نقل فرمانے کے بعد امام اہل سنت ارشاد فرماتے ہیں:

"جب احکام شریعت میں حال ہے تو صاف روشن کہ دقائق سلوک اور حقائق معرفت بے مرشد کامل خود بخود قرآن سے نکال لینا کس قدر محال ہے یہ راہ سخت باریک اور بے شمع مرشد نہایت تاریک ہے بڑے بڑوں کو شیطان نے اس راہ میں ایسا مارا کہ تحت الثریٰ تک پہونچادیا تیری کیا حقیقت کہ بے رہبر کامل اس میں چلے اور سلامت نکل جانے کا ادعا کرے" (ص ۱۰۲)

سوال نمبر ۸۰، مرسلہ حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین نوری میاں مارہروی دامت برکاتہم کے جواب میں خلافت کے اقسام (عامہ وخاصہ) کو واضح فرمایا ہے خلافت عامہ تعبیر ہے اخذ بیعت وتلقین اذکار واشغال کے لئے مرشد کی اجازت اور خلافت خاصہ سجادہ نشینی سے تعبیر ہے خلافت خاصہ کی سات انواع ہیں جن کو امام اہل سنت نے حضرت حمزہ مارہروی قدس سرہ کی بیاض شریف کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔

مصنف "انوار ساطعہ" کے منع تعدد بیعت پر تحریر کردہ رسالے کی تصدیقی تحریر میں فرماتے ہیں:

"بے ضرورت صحیحہ صادقہ ملجئہ باوجود پیر غیر کے ہاتھ پر بیعت وارادت سے احتراز تام لازم سمجھے"

اسی تحریر میں امام نے پیر کے فیض کو من وسلویٰ بتایا ہے نیز بتایا کہ جس طرح باپ پدر گل ہے اسی طرح پیر پدر دل ہے آزاد کنندہ معتق جسم ہے اور پیر معتق جان ہے اور تبدیلی پیر پر وہی وعید شدید امام اہل سنت نے بیان فرمائی جو دوسرے کو باپ بتانے یا غیر مولیٰ کو مولیٰ بنانے پر حدیث میں ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: **"و من ادعیٰ الی غیر ابیہ او انتمیٰ الی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ و الملائکۃ و الناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا و لا عدلا"**

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ، ج۱، ص ۴۴۲)

سوال نمبر ۸۲، میں درج قول **"من لا شیخ لہ فی الدنیا فشیخ لہ شیطان فی الآخرۃ"** کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں بلکہ اولیاء اللہ کا قول ہے نیز اس کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ ہادی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک عام ہادی دوم خاص ہادی، عام ہادی کلام اللہ وکلام رسول اللہ وکلام ائمہ شریعت وطریقت وکلام علمائے اہل ظاہر وباطن ہے اور اس کی ترتیب کے حوالے سے اوپر بیان کیا جاچکا ہے اور خاص ہادی یہ کہ زید کسی خاص بندہ خدا کے ہاتھ پر بیعت کرے اور اپنے اقوال وافعال وحرکات وسکنات میں اسکی ہدایت مطابقہ شریعت وطریقت کا پابند رہے اور قول عرفاء جو مذکور ہوا اس میں جو وعید شدید سنائی گئی ہے، اس میں شیخ و مرشد اول معنی میں مراد ہے اور ایسا شخص جو معنی اول میں شیخ نہ رکھتا ہو، یقیناً راہ اسلام سے دور ہے اس کی عبادت مہجور اور اس سے ابتدا بسلام ممنوع ومحظور روز قیامت اس کا حشر گروہ شیطان میں ہوگا اور ایسے بے پیرے گروہ کلمہ گویان میں چار ہیں: نیچری، غیر مقلد، وہابیہ مقلدین، اور ضالہ بدمذہب فرقے رافضی خارجی معتزلی وغیرہ۔ رہے اہل سنت وجماعت سنی صحیح العقیدہ تو اُن میں کوئی شخص ایسا بے پیر نہیں اگرچہ بظاہر اس کا ہاتھ کسی خاص بندہ خدا کے دست مبارک میں نہ ہو۔

سالک راہ طریقت کے لئے ہادی بمعنیٰ دوم بھی ضروری

ہے کہ اس راہ میں آدمی اپنی رائے یا کتابیں دیکھ کر بھی نہیں چل سکتا مگر اس راہ میں کوئی شخص ہادی خاص کسی کو نہ بنائے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس پر جبروتی احکام لگا دئے جائیں۔

حدیث "الشیخ فی قومه کالنبی فی امته" (المقاصد الحسنۃ، ص ۲۵۷) پر کلام کرتے ہوئے امام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ابن حجر عسقلانی وغیرہ نے موضوع کہا تاہم امام جلال الدین سیوطی نے اس کو ضعیف کہا اور اسکو اپنی جامع صغیر میں درج کیا ہے۔ اس حدیث کا مفاد بھی یہ ہے کہ ہادیان راہ خدا کی اطاعت لازم ہے اور اس پر دلالت خود فرمان باری تعالیٰ "اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ" سے ہو رہی اور حدیث پاک سے یہی معنیٰ مستفاد ہیں اس سے یہ ہر گز مفہوم نہیں کہ بیعت ظاہری کے بنا انسان گمراہ ہے۔

اس کے بعد کے سوالات میں امام احمد رضا قدس سرہ نے بیعت وارشاد کے لئے شرائط بیان فرمائیں ہیں نیز تجدید بیعت سے متعلق بھی جواباً فرمایا کہ اگر کوئی شخص تجدید بیعت مرشد کی غرض سے مرشد کے جانشیں یا کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرے تو وہ اپنے مرشد کا ہی مرید کہلائے گا اور اس پر دلیل کے طور پر حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل کہ انہوں نے اپنی خطائے اجتہادی سے رجوع فرما کر حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے دست حق پرست پر تجدید بیعت چاہی، ظالم کے ہاتھوں زخمی ہو چکے تھے، امیر المومنین تک وصول کی طاقت نہ رہی تو امیر المومنین کے لشکری کو بلا کر اس کے ہاتھ پر تجدید فرمائی اور داعی اجل کو لبیک کہہ دیا اس پر امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "ابی اللہ ان یدخل طلحة الجنة الا و بیعتی فی عنقه" حضرت علی کا حضرت طلحہ کی تجدید بیعت کو اپنی بیعت کہنا سوال مذکور کا بیّن جواب ہے نیز داعی الی اللہ کے لئے باجماع اولیا کرام مذکر ہونا شرط ہے، اس پر بطور سند امام عبد الوہاب شعرانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ کی عبارت پیش فرمائی ہے۔

امام اہل سنت کے اس رسالے میں بیعت وخلافت اور سجادہ نشینی سے متعلق وقت کی تین نامور شخصیات: حضرت سیدنا ابو الحسین نوری میاں قدس سرہ العزیز (مارہرہ مقدسہ)، حضرت مولا عبد السمیع صاحب (مصنف انوار ساطعہ) اور حضرت سید شاہ ابو المحمود احمد اشرف میاں صاحب اشرفی قدس سرہ (کچھوچھہ مقدسہ) کی جانب سے ارسال کردہ سوالات درج ہیں۔

مارہرہ مقدسہ اور کچھوچھہ مقدسہ طریقت کے گہواروں کا نام ہے جہاں منازل معرفت وسلوک کی رشد و ہدایت ہوتی ہے، ان مقامات مقدسہ سے بیعت وخلافت اور سجادہ نشینی سے متعلق سوالات کر کے احکام شرع کا استفسار ان لوگوں کے لئے درس عبرت ہے جو شریعت وطریقت کی راہوں کو ایک دوسرے سے جداگانہ اور بے نیاز شمار کر کے اپنے آپ کو اہل طریقت بتا کر شریعت کا قلادہ اپنی گردن سے نکال پھینکنے کی مہلک کوشش کرتے ہیں اور بھولی بھالی عوام کو احکام شرع سے بے گانہ بنانے کی لاحاصل سعی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے افراد کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ النبی الکریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم

□□□

فکر نہ کریں۔۔۔!!
اللہ سب دیکھ رہا ہے
آپ کی نیکی بھی
اور لوگوں کی زیادتی بھی۔۔۔!!